رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

ایڈیٹر:۔ میر قاسم علی احمدی!

تاریخہائے اشاعت:۔ ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

شرح چندہ پیشگی

بیرون ہند	ششماہی	عام چندہ	معاونین	سرپرستان
۸ شلنگ	عہ	عہ	للعہ؍	صہ؍

قیمت فی پرچہ ؍۱ ۔ مینیجر:۔ رشید احمد خاں احمدی!

جلد ۲۵ ۔ قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۱ ماہ ہجرت ۱۳۱۹ ہش مطابق ۲۱ر مئی ۱۹۴۰ء ۔ نمبر ۱۹

دارالامان کا ہفتہ

(۱) ۲۱ ہجرت / ۲۱ مئی سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ابھی سندھ میں قیام فرما ہیں۔ ۱۹ر مئی کی ڈاکٹری اطلاع ہے۔ کہ حضور کو دو روز سے بخار ہو گیا۔ جلاب دیا گیا کونین کھلائی گئی۔ تو خدا کے فضل سے صحت ہو گئی۔ اور حضور کے اہل و عیال و جملہ خدام بخیریت ہیں۔

(۲) حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

(۳) محترم میر محمد اسحاق صاحب جو لاہور ڈاکٹری معاینہ کے واسطے تشریف لے گئے تھے واپس آ گئے ہیں۔ اور مکرم ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ سول سرجن کے زیر علاج ہیں۔ ٹیکے لگائے جاتے ہیں۔ ناک میں دوائی استعمال ہوتی ہے۔ سر میں نسبتاً قوت محسوس ہوتی ہے۔ لیکن اصل بیماری میں کوئی فرق نہیں ہوا احباب میر صاحب موصوف کی صحت عاجل اور کامل کے واسطے دعائیں جاری رکھیں۔

(۴) ۱۹ ہجرت / ۱۹ر مئی کو قبلہ ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب کے ہاں دختر پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ آمین۔

(۵) تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے انٹرنس کے امتحان میں ۶۳ طلبار شامل ہوئے۔ ان میں سے ۴۴ پاس اور ۷۰ فی صدی نتیجہ رہا ۴۴ پاس شدگان میں ۹ فسٹ ڈویژن میں ۲۷ سیکنڈ میں اور ۸ تھرڈ ڈویژن میں آئے۔ اور نصرت گرلز ہائی سکول قادیان سے ۹ طالبات میٹرک (انٹرنس) کے امتحان میں شامل ہوئیں۔ جن میں سے ۷ پاس ۳ فسٹ ڈویژن اور ۴ سیکنڈ ڈویژن میں آئیں۔ نتیجہ ۷۸ فی صدی رہا۔

(۶) خاکسار ایڈیٹر فاروق جیسا کہ گذشتہ پرچہ میں اعلان کیا تھا۔ ۱۰ر مئی کو قادیان سے باہر اپنے کام کے لئے گیا تھا۔ ۲۰ر مئی کو واپس آیا۔ اور آ کر پرچہ شائع کیا۔ اس لئے دو یوم دیر سے پرچہ نکالا گیا۔ معافی کا خواستگار ہوں۔

(۷) پرائیوٹ میٹریکولیشن کے امتحان میں دس مولوی فاضل اور تین دیگر جملہ ۱۳ احمدی پاس ہوئے ہیں۔ الحمد للہ۔

(۸) فاروق کے متعلق جو دو تجویزیں احباب کے مشورہ کے لئے پیش کی گئی تھیں۔ افسوس ہے۔ کہ سوائے چند دوستوں کے کسی کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ یہ نہایت بے پرواہی ہے۔ اللہ رحم کرے۔ آمین۔

اظہارِ صداقت

(از ذوالفقار علی خاں صاحب گوہر)

خدا کے برگزیدوں کی دعائیں ہیں یہ تاثیریں
بنا دیتی ہیں تقدیریں الٹ دیتی ہیں تدبیریں

نکلتی ہیں جو دردِ دل سے ہیں وہ اور تکبیریں
فلک جس سے لرزتے ہیں بدل جاتی ہیں تقدیریں

جو سوزِ صدق سے خالی ہوں کیوں ان میں ہوں تاثیریں
وہ تحریریں ہوں تقریریں ہوں اے ناداں کہ تزویریں

دِلوں کو جو جکڑ لیتی ہیں بے شک وہ ہیں زنجیریں
پڑیں جو پاؤں میں ہیں وہ زنجیروں کی تصویریں

یہ ہے بے موت مرنا اور پھر ہر روز کا مرنا
بگڑ جاتی ہیں بن بن کر جو تیری روز تدبیریں

خدا اصلاح کے دیتا ہے موقعے اے بداندیشو
نظر انداز کی جاتی ہیں جب مجرم کی تقصیریں

طبیبو میرا دردِ دل ہی خود اکسیرِ اعظم ہے
لگا کر شہد تم چاٹا کرو یہ اپنی اکسیریں

شبابِ حسن۔ وصلِ یار۔ لطفِ جسمِ جاں پرور
خدا رکھے محبت کو یہ سب ہیں اسکی جاگیریں

نگاہِ شوق تیری ہمتِ مردانہ جب جائیں
کہ تیری کوششیں بڑھ کر نقابِ حسن کو چیریں

خدا جس کو بڑھاتا ہے اولوالعزمی بھی دیتا ہے
فتحمندی پہ اسکی صاد کر دیتی ہیں تسخیریں

بیاضِ دہر میں سب ان کی خونی داستانیں ہیں
شہیدانِ محبت خود محبت کی ہیں تفسیریں

حوادثِ انقلابِ دہر کی فطرت کے جوہر ہیں
ہماری خوابِ ہستی کی ہیں اے ناداں یہ تعبیریں

مٹا سکتا نہیں دستِ فنا ان کو کبھی گوہر
دلوں پر جن کی بنیادیں ہیں وہ محکم ہیں تعمیریں

نوٹ:۔ یہ پرچہ ۲۲ر مئی ۴۰ء کو طبع ہو کر ۲۳ر مئی کو ڈاک میں ڈالا گیا ہے۔ (مینیجر)

احباب و عہدہ داران انجمن احمدیہ زمیندارہ کی توجہ کے لئے

ضروری اعلان

ہمارے زمیندار احباب فصل ربیع کاٹ چکے ہیں۔ اور اب غلہ نکال کر اپنے اپنے گھروں میں لیجانے والے ہیں۔ میں اس موقع پر زمیندار احباب کو خدا تعالےٰ کے فرمان کُلُوا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ﺻﻠﮯ کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں۔ جس میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ فصل کے کاٹنے کے وقت ہی اللہ تعالےٰ کا حق ادا کر دو۔

پس ہر ایک احمدی زمیندار بھائی کو چاہیئے۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کے اس حکم کی تعمیل میں اپنے ذمہ کے واجب الادا چندہ عام و حصہ آمد اور چندہ جلسہ سالانہ غلہ گھر لے جانے سے قبل کھلیانوں پر ہی ادا کر دے۔ تا خدا تعالےٰ کی طرف سے اس کے مال میں برکت ڈالی جائے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے۔ کہ جو مال اسکی راہ میں خرچ کیا جائے۔ اس سے کمی واقع نہیں ہوتی۔ بلکہ مال خرچ کرنا ہی مال کو بڑھانے کا موجب ہؤا کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے زمینداروں کے مناسب حال مثال دے کر سمجھایا ہے۔ مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللّٰہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ ط واللّٰہ یضٰعف لمن یشآء۔ واللّٰہ واسع علیم ۝

ترجمہ:۔ مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں مانند مثال ایک دانے کے ہے۔ کہ جو اگائے سات بالیں۔ اور ہر ایک بال میں سو دانے ہوں۔ اور اللہ بڑھاتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ۔ اور اللہ کشائش والا اور جاننے والا ہے)

زمینداروں کے لئے اس مثال کا سمجھنا کوئی مشکل نہیں ہے۔ جبکہ وہ ہر فصل کے موقعہ پر خدا تعالیٰ کے فضل کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ کہ تھوڑے سے دانے کھیتوں میں ڈال کر سو سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ گھر میں لاتے رہتے ہیں۔

پس کوئی وجہ نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں دیا ہؤا مال ضائع ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی سنت قدیمہ کے ماتحت صحیح نیت کے ساتھ انفاق فی سبیل اللہ کرنے والوں کے مالوں میں برکت نہ ڈالے۔ اور آخرت میں اجرِ عظیم کا وارث نہ بنائے۔ صحابہ کی مثال ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ انہوں نے جو مالی و جانی قربانیاں کیں۔ کیا اللہ تعالےٰ نے ان کے اجر میں کوئی کمی رہنے دی؟ اور اپنے انعام و اکرام کی بارشیں ان پر نہ برسائیں؟ پس یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ ہم اپنے اخلاص کے ماتحت کوئی قربانی کریں۔ اور خدا تعالےٰ کے حضور اسکی قدر نہ کی جائے۔

ہاں جو لوگ خدا تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنا موجب ضیاع سمجھتے ہیں۔ ان کے ساتھ خدا تعالےٰ کا بھی ویسا ہی سلوک ہوتا ہے۔ اور کبھی ایسے لوگوں کے لئے وہ مال جو بخل کی وجہ سے خرچ نہ کیا گیا ہو۔ خوشحالی اور اطمینان قلبی کا موجب نہیں بن سکتا۔ بلکہ ان کے مال کے ضیاع کی ایسی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جو وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتیں۔ اور وہی مال ان کے لئے وبال جان بن جاتا ہے۔

پس اے میرے عزیزو۔ بھائیو۔ اور بزرگو اس وقت جبکہ تم سے مالی قربانیوں کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ (اور ابھی تمہارے لئے جانی قربانیوں کا وقت نہیں آیا) تو تم خدا کے دیئے ہوئے رزق سے اسے اپنے گھروں میں لے جانے سے پہلے کھلیانوں پر ہی اس کا حق ادا کر کے اللہ تعالےٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کر لو۔ تا تمہارے مالوں میں برکت ڈالی جائے۔ اور آخرت میں اجرِ عظیم کے وارث کئے جاؤ۔

پس جہاں میں نے زمیندار احباب کو توجہ دلائی ہے۔ کہ وہ کھلیانوں پر ہی اپنا چندہ ادا کر دیں۔ وہاں عہدہ داران جماعت سے بھی درخواست ہے۔ کہ وہ احباب سے کھلیانوں پر ہی چندہ کی وصولی کا معقول اور کافی انتظام کریں۔ تا کسی کے لئے یہ عذر نہ ہو۔ کہ ان سے کوئی چندہ وصول کرنے نہیں آیا۔ کیونکہ جب غلہ گھروں میں چلا جاتا ہے۔ اور گھر کی اور ضروریات سامنے آجاتی ہیں۔ تو پھر بعض احباب سے چندہ وصول ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔

میں جانتا ہوں۔ کہ اس وقت اکثر عہدہ داران جماعت خود بھی فصل کے نکالنے اور اس کے اٹھانے میں مصروف ہوں گے۔ اس لئے اگر آپ بوجہ عدیم الفرصتی چندہ کی فراہمی کے لئے کافی وقت نہ دے سکتے ہوں۔ تو مناسب ہوگا۔ کہ جماعت کے مشورہ سے فوراً محصلین کی تعداد کو بڑھا لیا جائے۔ تا بیک وقت کھلیانوں پر ہی تمام دوستوں سے چندہ وصول کیا جا سکے۔

جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں۔ اسی فصل پر چندہ عام و حصہ آمد کے علاوہ چندہ جلسہ سالانہ بھی وصول کر لینا چاہیئے۔ چندہ جلسہ سالانہ کی شرح ایک ماہ کی آمد پر پندرہ فی صدی حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی منظور فرمودہ ہے۔ اس لئے ہر ایک زمیندار سے اسکی ایک ماہ کی اوسط آمد نکال کر اس پر پندرہ فی صدی غلہ کی صورت میں چندہ جلسہ سالانہ وصول کر لیا جائے۔ مثلاً اگر کسی کا غلہ فصل ربیع میں بارہ سو من ہو۔ تو چندہ جلسہ سالانہ اس کے بارھویں حصے یعنی ایک سو من پر پندرہ من لیا جائے۔ چونکہ زمینداروں کی آمد کی دو فصلیں ہوتی ہیں۔ اس لئے اسی طرح فصل خریف کی آمد پر بھی (چندہ عام وغیرہ کے علاوہ) پیداوار کے بارھویں حصہ پر پندرہ فی صدی چندہ وصول کر لینا چاہیئے۔

چونکہ چندہ جلسہ سالانہ لازمی قرار دیا جا چکا ہے۔ اور بعض احباب اس چندہ کی طرف پوری توجہ نہیں کرتے۔ جس کی وجہ سے چندہ جلسہ سالانہ کی مطلوبہ رقم پوری وصول نہیں ہوتی۔ اور اس طرح صدر انجمن کو چندہ جلسہ سالانہ کی کمی کی وجہ سے زیر بار ہونا پڑتا ہے۔ اس لئے اس چندہ کی وصولی بھی چندہ عام وغیرہ کی طرح پورے اہتمام سے کرنی چاہیئے۔

اس چندہ کو باقاعدگی میں لانے کے لئے ضروری سمجھا گیا ہے۔ کہ ہر ایک شخص پر جو چندہ جلسہ سالانہ **از روئے آمد** مقررہ شرح کے حساب سے واجب ہوتا ہے۔ اس کا ریکارڈ مرکز میں بھی رکھا جاوے۔ اس غرض کے لئے فارم علیحدہ مطبوعہ تحریک کے ساتھ ارسال خدمت ہوں گے۔ اس کو پُر کر کے اخیر مئی ۱۹۴۰ء تک دفتر ہذا میں بھجوا دیں۔ تا مرکز نگرانی کر سکے۔ کہ کن سے چندہ جلسہ سالانہ وصول نہیں ہو سکا۔

ضلع گورداسپور کی جماعتوں کے لئے خاص ارشاد

مشاورت ۱۹۳۸ء پر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ضلع گورداسپور کی انجمنوں سے یہ توقع ظاہر فرمائی تھی۔ کہ اگر ان سے چندہ جلسہ سالانہ میں غلہ وصول کر لیا جائے۔ تو اٹھارہ سو من آٹا جو جلسہ سالانہ پر خرچ ہوتا ہے۔ صرف ضلع گورداسپور کی انجمنوں سے ہی وصول ہو سکتا ہے۔ اس لئے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے پیشِ نظر ضلع گورداسپور کی جماعتوں کے احباب اور عہدیداران کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ چندہ جلسہ سالانہ میں گندم وصول کر کے بجنسہٖ قادیان بھجوا دیں۔ قادیان بھجوانے کے لئے کوشش ایسی ہو۔ کہ بغیر خرچ باربرداری ادا کئے قادیان پہنچ جائے۔ یعنی اپنے احمدیوں کے چھکڑوں وغیرہ پر لاد کر قادیان بھجوایا جاوے۔ اگر کوئی مقامی جماعت باربرداری کا خود انتظام نہ کر سکتی ہو۔ تو معمولی کرایہ پر قادیان بھجوانے کا انتظام کیا جائے۔ کرایہ مرکز سے دیا جاوے گا۔

اگر کوئی جماعت قادیان سے بہت دور فاصلہ پر ہو۔ اور قادیان غلہ بھجوانے پر کرایہ زیادہ خرچ ہوتا ہو۔ تو غلہ مرکز میں بھجوانے سے قبل نظارت بیت المال سے کرایہ کے متعلق منظوری حاصل کر لی جاوے۔ یہ فیصلہ صرف چندہ جلسہ سالانہ کے غلہ کے متعلق ہی ہے۔ باقی چندہ عام وغیرہ کا غلہ اپنے ہاں ہی فروخت کر کے رقم مرکز میں بھجوا دینی چاہیئے۔

ضلع لائل پور اور سرگودھا کی جماعتیں اسی طرح حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ضلع لائل پور اور سرگودھا کی زمیندارہ جماعتوں کے متعلق ارشاد فرمایا تھا۔ کہ ان سے چندہ جلسہ سالانہ میں گھی وصول کیا جائے۔ لیکن گذشتہ سالوں کے تجربہ سے دیکھا گیا ہے۔ کہ ان ہر دو اضلاع سے گھی خاطر خواہ مقدار میں وصول نہیں ہوتا۔ اور بہت سی جماعتوں کو ان کی معذوریوں کے سبب چندہ جلسہ سالانہ نقدی کی صورت میں ادا کرنے کی اجازت دینی پڑتی ہے۔ اس لئے ان اضلاع کی جماعتوں کو چندہ جلسہ سالانہ میں گھی دینے کی پابندی سے آزاد کیا جاتا ہے۔ یہ جماعتیں بھی آئندہ چندہ جلسہ سالانہ غلہ وغیرہ اجناس کی صورت میں ادا کریں۔ یعنی پہلے جو چندہ جلسہ سالانہ میں گھی منگوایا جاتا رہا ہے۔ اب گھی جلسہ سالانہ پر لانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ چندہ جلسہ سالانہ حسب معمول اجناس وغیرہ کے ذریعہ ادا کر کے اس کی قیمت مرکز میں بھجوائی جائے۔

عہدہ داران جماعت مقامی کو خاص تاکید چندوں میں جس قدر غلہ فراہم ہو۔ اسے بہت جلد فروخت کر کے رقم مرکز میں بھجوا دی جائے۔ نرخ کے گراں ہونے کا ہرگز انتظار نہ کیا جائے۔ اور نہ غلہ کسی کے پاس ادھار فروخت کیا جائے۔

بالآخر میں پھر تاکید کرتا ہوں۔ کہ عہدہ داران جماعت مقامی مذکورہ بالا ہدایات کے ماتحت جلد اپنی اپنی جگہ کام شروع کر دیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو خدمتِ دین سر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

(فرزند علی عفی عنہ ناظر بیت المال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ ماہ ہجرت ۱۳۱۹ھش مطابق ۲۱ مئی ۱۹۴۰ء | نمبر ۱۹

خطبہ عید الاضحیہ

اپنے بیٹوں کو خدمت اسلام کیلئے وقف کرو تا تمہیں حقیقی عید کا دن دیکھنا نصیب ہو

فرمودہ ۲۰ جنوری ۱۹۴۰ء حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آج کی عید جو

عید الاضحیہ

کہلاتی ہے۔ یعنی وہ عید جو قربانیوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ حج کے دوسرے دن اور اس کے ساتھ وابستہ و پیوستہ ہو کر آتی ہے۔ اس تقریب کی وجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ قربانی بیان کی جاتی ہے۔ جو انہوں نے اپنے بیٹے کی خدا کے حضور پیش کی۔ پس یہ عید حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی کی یادگار ہے۔ کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے بیٹے کو قربان کر دیا۔

بیٹوں کی ظاہری رنگ میں قربانی

تو اسلام نے ناجائز بتائی ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے کی قربانی کرنے کا حکم دینے کی وجہ بھی یہی تھی۔ کہ اللہ تعالےٰ دنیا میں اس اصل کو قائم کرنا چاہتا تھا۔ کہ آئندہ کے لئے بیٹوں کی ظاہری قربانی ممنوع قرار دی جاتی ہے۔ ورنہ ہو سکتا تھا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خواب کی جو تعبیر تھی۔ اس مضمون کو اللہ تعالےٰ اس صورت میں نہ دکھاتا۔ بلکہ کسی اور صورت میں دکھا دیتا کیونکہ آخر اللہ تعالےٰ کے حضور ان کے بیٹے کی ظاہری قربانی مقصود نہیں تھی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نبی ہونے والے تھے۔ اور جس شخص کے لئے نبوت مقدر تھی۔ اس کے متعلق یہ کس طرح ہو سکتا تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے نبی سے کہتا۔ کہ اسے ذبح کر دو۔ پس خدا تعالیٰ کا شروع سے ہی یہ مقصد نہ تھا۔ کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کیا جائے۔ بلکہ یہ رویا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دکھایا گیا۔ تعبیر طلب تھا۔ اور جبکہ اللہ تعالےٰ کا مفہوم کچھ اور تھا۔ اور جبکہ رویا بھی تعبیر طلب تھا۔ تو سوال ہو سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس امر کو کسی اور صورت میں کیوں نہ بیان کر دیا۔ خواب

آئندہ رونما ہونے والے واقعات

کی ایک تصویر ہوتی ہے۔ جیسے مصور تصویریں کھینچتے ہیں۔ ویسے ہی اللہ تعالےٰ خوابوں میں واقعات کی تصویر کھینچ کر اپنا مفہوم بیان کر دیتا ہے۔ پھر جبکہ اللہ تعالیٰ اس مفہوم کو کسی اور رنگ میں بھی بیان کر سکتا تھا۔ تو سوال ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس رنگ میں یہ مفہوم کیوں بیان کیا؟ اس کا جواب یہی ہے۔ کہ اس سے پہلے لوگ اپنے بیٹوں کی قربانی کیا کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ چاہتا تھا۔ کہ نہ صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وہ یہ خبر دے۔ کہ وہ آپ سے اپنے بیٹے کی قربانی کرانا چاہتا ہے۔ بلکہ اس امر سے بھی انہیں مطلع کرے۔ کہ ابراہیمی دین میں انسانوں کی ظاہری قربانی جس کا ان کی قوم میں رواج تھا۔ آئندہ جائز نہیں ہوگی۔ پس خدا تعالیٰ نے یہ خواب دکھا کر

دو اہم امر

بیان فرما دئیے۔ یہ بھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا بیٹا خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنا ہوگا۔ اور یہ بھی کہ حضرت ابراہیم جب ظاہری رنگ میں بیٹے کی قربانی کرنا چاہیں گے تو میں انہیں منع کر دوں گا۔ اور کہوں گا۔ کہ انسان کی اس رنگ میں قربانی میں نہیں چاہتا اسی حکمت کے ماتحت خدا تعالےٰ نے تصویری زبان میں انہیں یہ تمام نظارہ دکھایا۔ جس کا فائدہ یہ ہوا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان بھی ہو گیا اور وہ شرح صدر سے

اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار

ہو گئے۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بھی امتحان ہو گیا۔ اور وہ بھی خوشی سے ذبح ہونے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور دوسری طرف جب وہ اپنے بیٹے کو قربان کرنے گئے۔ تو اللہ تعالےٰ نے انہیں بتا دیا۔ کہ میرا اس قربانی کے حکم سے یہ مفہوم نہیں تھا۔ بلکہ کچھ اور تھا۔ انسانوں کی ظاہری قربانی میں پسند نہیں کرتا۔ اور یہ آئندہ کے لئے ممنوع قرار دی جاتی ہے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنی نوع انسان پر یہ

عظیم الشان احسان

کیا۔ کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو قربان کرنے کے ارادہ کے ساتھ ہی آئندہ انسانوں کی قربانیوں کو روک کر انہیں ہلاکت سے بچا لیا۔ اصل قربانی کیا تھی؟ وہ جیسا کہ میں نے کئی دفعہ بیان کیا ہے۔ یہ تھی۔ کہ اللہ تعالےٰ چاہتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ میں چھوڑ آئیں تاکہ وہ بیت اللہ کی حفاظت اور

دین ابراہیمی کی خدمت

کریں۔ اور ان کے ذریعہ وہ اولاد پیدا ہو۔ جس کے ہاتھوں خدا تعالےٰ نے اپنے دین کا آخری دور قائم کرنا چاہتا تھا۔ پس درحقیقت حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جس دن بیت اللہ کے پاس چھوڑا گیا اسی دن

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد کا اعلان

کیا گیا۔ کیونکہ بیت اللہ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ہی اللہ تعالےٰ کے ذکر کا آخری گھر ہونا تھا۔ اور اس کی تیاری صرف حضرت اسماعیل علیہ السلام کے زمانہ سے کی گئی تھی۔ جیسے یہاں اب عید کا خطبہ ہونے لگا ہے۔ مگر بعض دوست رات سے ہی یہاں آ گئے تھے جنہوں نے صفائیاں کیں۔ چٹائیاں بچھائیں۔ اور دیگر انتظامات کئے۔ اور پھر صبح سے وائرلیس والے آ گئے۔ جنہوں نے بیٹریاں تیار کیں۔ بجلی کی تاریں درست کیں۔ اور اسی طرح کے اور انتظامات کئے۔ تاکہ جب آپ لوگ آئیں۔ تو آسانی سے بیٹھ کر خطبہ سن سکیں۔ تو جب کوئی بڑا کام ہونے لگتا ہے۔ تو پہلے سے اس کی تیاری شروع کر دی جاتی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چونکہ

مکہ میں ظہور

مقدر تھا۔ اس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے دو ہزار سال پہلے حضرت اسماعیل ؑ کے ذریعہ سے تیاری شروع کرا دی۔ یہ کتنا اہم مقام ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حاصل ہے۔ کہ دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کو حکم دیتا ہے۔ کہ میرے اس گھر کو صاف کرو۔ کیونکہ میرا یہاں وہ نبی آنے والا ہے۔ جس کے نور سے ساری دنیا منور ہوگی۔ طہر بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود (البقرہ ع ۱۵) میرے اس گھر کو ان لوگوں کے لئے تیار کرو۔ جو طواف کرنے کے لئے یہاں آئیں گے۔ جو اعتکاف بیٹھنے کے لئے یہاں آئیں گے۔ اور جو یہاں آ کر رکوع اور سجدہ کریں گے۔ مگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے زمانہ میں اور اس کے بعد کتنے لوگ تھے۔ جو اس نیت کے ساتھ وہاں آیا کرتے تھے۔ طواف تو لوگ کرتے ہی تھے مگر کتنے لوگ تھے۔ جو وہاں اعتکاف بیٹھتے تھے۔ اور اپنی عمریں خدا تعالےٰ کے دین کی خدمت کے لئے وقف کر دیتے تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ سے پہلے

سینکڑوں سال کی تاریخ محفوظ

ہے۔ مگر وہ تاریخ یہی بتاتی ہے۔ کہ اس وقت وہاں بت پرستی ہی بت پرستی تھی۔ نہ خدا کے لئے کوئی اعتکاف بیٹھنے والا تھا۔ نہ خدا کے لئے وہاں رکوع ہوتا تھا۔ اور نہ خدا کے لئے وہاں سجدہ ہوتا تھا۔ بلکہ جو لوگ خدا تعالےٰ کے نام کو بلند کرتے انہیں مارا اور پیٹا جاتا تھا۔ پس یہ جو باتیں بیان کی گئی ہیں۔ کہ میرے اس گھر کو تیار کرو۔ تاکہ طواف کرنے والے۔ اعتکاف بیٹھنے والے اور رکوع و سجود کرنے والے یہاں آئیں۔ یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ہی ہونے والی تھیں۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اسی تیاری کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ باقی رہا یہ سوال کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کیا کام کیا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ انہوں نے ظاہری رنگ میں

کعبہ کی تعمیر

کی۔ اسی طرح انہی کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے زمزم نکلوایا۔ بعد میں جو خرابیاں نظر آتی ہیں۔ ان کی وجہ سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پر اعتراض نہیں ہو سکتا

اصل غور کرنے والی بات یہ ہے۔ کہ گو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جن لوگوں کو اپنے بعد چھوڑا۔ ان میں سے بہت سے مشرک اور بت پرست ہو گئے۔ مگر کیا دنیا کا کوئی شخص اس امر سے انکار کر سکتا ہے کہ

دین کو پھیلانے کی قابلیت

انہی کے اندر تھی۔ اہل مکہ نے بے شک اسلام کی مخالفت کی قریش نے بے شک رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مخالفت کی۔ اور شدید مخالفت کی۔ بلکہ ابوجہل کو پیش کر کے کوئی شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ جس قوم میں

ابوجہل جیسے لوگ

پیدا ہونے والے تھے۔ کیا اس کے متعلق یہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ کہ طہر بیتی للطائفین و العاکفین والرکع السجود۔ کیونکہ جب خدا نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام سے کہا۔ کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اعتکاف بیٹھنے والوں۔ اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے تیار کرو۔ تو اس کے معنے یہی تھے۔ کہ ان کی آئندہ نسلیں یہ کام کریں گی۔ کیونکہ وہ تو ہمیشہ کے لئے زندہ نہیں رہ سکتے تھے۔

پس ایک کہنے والا کہہ سکتا ہے۔ کہ کیا جس قوم میں ابوجہل جیسے لوگ پیدا ہونے تھے۔ اس قوم کے متعلق یہ پیشگوئی ہو سکتی ہے؟ مگر میں اسے کہوں گا۔ کہ اے نادان تجھے ابوجہل تو نظر آ گیا۔ جس کا کام ختم ہو گیا۔ مگر تجھے ابوبکرؓ نظر نہ آیا۔ جس کا کام آج تک جاری ہے۔ تجھے عتبہ اور شیبہ تو نظر آ گئے۔ جو پیدا ہو کر فنا ہو گئے۔ مگر تجھے

عمرؓ۔ عثمانؓ اور علیؓ

نظر نہ آئے۔ جن کو دائمی حیات بخشی گئی ہے۔ اور جن کے کارنامے قیامت تک دنیا سے محو نہیں ہو سکتے۔ اور اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ جس جوش اور جس اخلاص کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس اولاد نے دین کی خدمت کی۔ اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں کہیں نظر نہیں آتی۔

پس بے شک وہ لوگ بظاہر خراب ہو گئے۔ مگر وہ خرابی ایسی ہی تھی۔ جیسے اچھے کپڑے پر کوئی ایسی چیز گر جاتی ہے۔ جس کا نشان نہیں پڑتا۔ مثلاً کوٹ پر خشک مٹی جا پڑے۔ تو برش سے اس کو جھاڑ دیتے ہیں۔ پس اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ مکہ والے بظاہر خراب نظر آتے تھے۔ مگر ان کی یہ خرابی ایسی ہی تھی۔ جیسے کوٹ پر مٹی جا پڑے۔ یا وہ ہیرا تو تھے۔ مگر

تراشا ہوا ہیرا نہیں تھے

جب محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توجہ اور آپ کی قوتِ قدسیہ کی برکت سے وہ تراشے گئے۔ تو وہی ہیرے دنیا کا بہترین متاع شمار ہونے لگے۔ جب تک سونے کے ذرات مٹی میں ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ مگر جب کسی ماہر کی نگاہ ان پر پڑتی ہے۔ تو وہ ان ذرات کو مٹی سے علیحدہ کر لیتا ہے۔ اور پھر وہی ذرات بہت بڑی قیمت پر فروخت ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہیرا جب تک پتھر میں رہتا ہے۔ اس کی قدر و قیمت کا کسی کو احساس نہیں ہوتا۔ مگر جب کوئی ماہر اسے کاٹ کر ہیرے کو اپنی اصل شکل میں دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ تو اس کی قیمت لاکھوں کروڑوں روپیہ تک پہنچ جاتی ہے۔

پس اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ان میں خرابیاں پیدا ہوئیں۔ مگر جب محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان میں صفائی پیدا کی۔ تو انہی میں ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ اور علیؓ جیسے لوگ پیدا ہو گئے۔ اور نہ صرف ابوبکرؓ عمرؓ۔ عثمانؓ اور علیؓ پیدا ہوئے۔ بلکہ اور ہزاروں لوگ پیدا ہوئے۔ ان میں طلحہؓ جیسے لوگ پیدا ہوئے۔ ان میں زبیرؓ جیسے لوگ پیدا ہوئے۔ ان میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ جیسے لوگ پیدا ہوئے۔ ان میں ابوعبیدہؓ جیسے لوگ پیدا ہوئے۔ ان میں سعدؓ جیسے لوگ پیدا ہوئے۔ ان میں عثمان بن مظعونؓ جیسے لوگ پیدا ہوئے۔ یہ وہ لوگ تھے۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کو روشن کرنے کے لئے اپنے

جذبات کی انتہائی قربانی

کی یہاں تک کہ ان میں سے ہر شخص زندہ ابراہیم بن گیا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ آپ ابوابراہیم بھی تھے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قوت قدسیہ سے آپ کی روحانی اولاد میں ہزاروں ابراہیمؑ پیدا ہوئے۔ میں نے ایک دفعہ رویا دیکھا۔ کہ میں بیت الدعا میں بیٹھا ہوں۔ کہ ایک فرشتہ میرے سامنے آیا۔ اور اس نے کہا۔ میں تم کو ابراہیمؑ بتاؤں؟ میں نے کہا۔ میں ابراہیمؑ کو جانتا ہوں۔ وہ کہنے لگا۔

ایک ابراہیم نہیں کئی ابراہیم

ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد اس نے کئی ابراہیمؑ مجھے بتانے شروع کئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت اس نے کہا۔ کہ وہ بھی ابراہیم تھے۔ پھر اس نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعلق کہا۔ کہ وہ بھی ابراہیمؑ تھے۔ اور آپ کا نام اس نے

ابراہیم ادھم

بتایا۔ اسی طرح اور بیسیوں ابراہیم اس نے مجھ پر ظاہر کئے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہی نہ تھے۔ بلکہ روحانی طور پر آپ ابراہیموں کے باپ بھی تھے۔ اور آپ کی روحانی اولاد میں سے ہزاروں ابراہیم ہوئے۔ مجھے ہی فرشتہ نے بیسیوں کے قریب ابراہیمؑ بتا دیئے تھے۔ اور امت محمدیہ میں تو آج تک ہزاروں ابراہیم گزرے ہوں گے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اسلام

ابراہیموں کا باپ

بھی قرار دیتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ انہوں نے اللہ تعالےٰ کے لئے اپنی اولادوں اپنی جائیدادوں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کو اس رنگ میں قربان کیا۔ کہ ان میں اور ابراہیم میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دفعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے لڑکے عبدالرحمٰن بھی موجود تھے۔ یہ بعد میں مسلمان ہوئے ہیں۔ پہلے کچھ مدت تک مسلمانوں کا مقابلہ کرتے رہے تھے۔ اور بدر یا اُحد کی جنگ میں کفار کی طرف سے لڑے تھے۔ دوران گفتگو میں وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے۔ ابا جان۔ اس جنگ میں جب فلاں جگہ سے آپ گزر رہے تھے۔ تو میں ایک پتھر کے پیچھے چھپ کر کھڑا تھا۔ اور میں اگر چاہتا۔ تو آپ کو مار دیتا۔ کیونکہ اس وقت میری تلوار آپ تک پہنچ سکتی تھی۔ مگر میں نے اپنے ہاتھ کو روک لیا۔ اور کہا۔ اپنے باپ کو کیوں ماروں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم اگر میری نظر تجھ پر پڑ جاتی۔ تو میں تجھے ضرور مار ڈالتا۔ یہی ابراہیمی مقام ہے۔ ابراہیمؑ کو بھی خدا نے کہا۔ قربانی کر۔ اور وہ قربانی کے لئے تیار ہو گیا۔ اور یہاں بھی خدا تعالےٰ نے مسلمانوں سے کہا۔ کہ اگر تمہیں اپنے ماں باپ۔ اپنے بیٹے۔ اپنے رشتہ دار اپنے مکان اور اپنے اموال خدا اور اس کے رسول سے زیادہ پیارے ہیں۔ تو تمہیں میری طرف سے کوئی انعام نہیں مل سکتا۔ بلکہ تم پر میرا عذاب نازل ہوگا۔ ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی اس آواز کو سنا اور پھر جیسا کہ خدا نے ان سے مطالبہ کیا تھا۔ انہوں نے

اپنے ماں باپ کو قربان کر دیا

انہوں نے اپنے بیٹوں کو قربان کر دیا۔ انہوں نے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو قربان کر دیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ہی دیکھ لو۔ انہوں نے جب اپنے بیٹے کی بات سنی۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح فوراً یہ جواب دیا۔ کہ اگر میری نظر تجھ پر پڑ جاتی۔ تو میں تجھے ضرور مار ڈالتا۔ یہ تیری خوش قسمتی تھی۔ کہ تو بچ گیا۔ ان کا بیٹا اس وقت تک کافر تھا۔ اور اس کی نگاہ میں اپنے باپ کی بڑی قدر تھی۔ چنانچہ باوجود

دینی مخالفت

کے اس نے نہ چاہا۔ کہ اپنے باپ کو اپنے ہاتھ سے قتل کرے۔ مگر محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جو ماننے والے تھے۔ ان کے اندر خدا تعالےٰ نے وہ ایمان پیدا کر دیا تھا۔ کہ وہ اپنے بیٹوں کو اپنے ہاتھ سے قربان کر دینے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ اسلام ہی ہماری ماں ہے۔ اسلام ہی ہمارا باپ ہے۔ اور اسلام ہی ہمارا سب کچھ ہے۔ بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو صرف بیٹے کی قربانی اصل قربانی نہیں۔ کیونکہ بسا اوقات لوگ ماں باپ کے لئے اپنے بیٹوں کو قربان کر دیتے ہیں۔ بیشک

اولاد کی محبت کا طبعی جذبہ

ہر انسان کے دل میں موجود ہوتا ہے۔ مگر بعض لوگ ان طبعی جذبات سے بالا ہو کر اخلاقی زندگی بسر کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور اخلاقی دنیا میں ماں باپ کا درجہ بڑا ہوتا ہے۔ طبعی اور حیوانی دنیا میں بے شک بیٹے کا درجہ بڑا ہوتا ہے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اتباع نے

اللہ تعالےٰ کے دین کی خاطر

ماں باپ کی ویسے ایسے رنگ میں قربانی کی ہے۔ کہ انسان ان واقعات کو پڑھ کر بغیر اس کے کہ اس کے جذبات قابو سے نکل جائیں نہیں رہ سکتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ کا ہی واقعہ ہے۔

ایک نوجوان

جو بارہ تیرہ سال کا تھا۔ اسلام میں داخل ہوا۔ اس کی ماں نے اسے تکلیفیں دیں۔ برتن الگ کر دیئے۔ کھانا الگ کر دیا۔ اور گھر کے افراد سے کہہ دیا۔ کہ کوئی اسے چھوئے نہیں۔ اور اس کی چیزوں کو ہاتھ تک نہ لگائے۔ اس کے علاوہ اس پر سختی بھی کی جاتی۔ اور اسے مارا پیٹا جاتا۔ اور سالہا سال یہی حالت رہی۔ یہاں تک کہ

ہجرت حبشہ کا زمانہ

آ گیا۔ اور وہ مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ چلا گیا۔ وہاں ایک لمبا عرصہ رہنے کے بعد وہ پھر مکہ میں واپس آیا۔ اور کئی سال کے بعد وہ اپنے ماں باپ کے گھر گیا۔ اس نے سمجھا۔ کہ اب ان کا غصہ دور ہو چکا ہوگا۔ اور ماں کی ممتا اور باپ کی محبت جوش میں آئی ہوئی ہوگی۔ آج کل

سفر کی سہولتیں

ہیں۔ اور ریل گاڑیوں کی آمد و رفت اور ڈاک کی وجہ سے بُعد مسافت کا زیادہ احساس نہیں ہوتا۔ مگر

آج بھی جن کے بچے لاہور یا دہلی میں عید منا رہے ہیں۔ ان کی ماؤں کے دلوں میں بار بار یہ خیال آتا ہوگا۔ کہ نہ معلوم ہمارا بچہ کس حال میں ہے۔ لیکن وہ زمانہ ایسا تھا۔ کہ جب کوئی دُور چلا جاتا۔ تو سالہا سال تک اس کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ ایسی صورت میں ماں باپ کی جو

قلبی کیفیات

ہوتی ہوں گی ان کا بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ وہ خود کہتے ہیں۔ کہ میں جب گھر میں داخل ہُوا۔ تو میری ماں بے تاب ہو کر مجھ سے چمٹ گئی۔ اور رونے لگی۔ اس نوجوان کو بھی رونا آگیا۔ اور اس نے سمجھا۔ کہ شاید میں اب اس گھر میں رہ سکوں گا؟ لیکن اسکی ماں بھی کفر میں بڑی پختہ تھی۔ اور وہ اگر اسلام پر مضبوطی سے قائم تھا۔ تو اسکی ماں کفر کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد اسکی ماں اسے کہنے لگی۔ کہ بچہ اب تو تجھے سمجھ آگئی ہوگی۔ کہ تُو نے کیسا دین اختیار کیا ہے۔ دیکھ تجھے ماں باپ چھوڑنے پڑے۔ اپنے عزیز اور رشتہ دار چھوڑنے پڑے۔ اور پھر کیسی کیسی تکلیفیں ہیں۔ جو تُو نے اٹھائیں۔ اب بھی تو ہم میں آکر مل جا۔ اور یاد رکھ۔ کہ ہم اسی صورت میں تجھ کو اپنے گھر میں رہنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ کہ تو پھر ہم میں شامل ہو جائے۔ اور اسلام کو ترک کر دے۔ اس نے سمجھا۔ کہ اثر ڈالنے کا یہی موقعہ ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ مگر وہ نوجوان بھی کم ایمان والا نہیں تھا۔ یہ سُنکر اسکی

آنکھوں میں آنسو

آگئے۔ اور اس نے کہا۔ ماں اگر تمہاری یہی شرط ہے۔ کہ میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چھوڑ دوں۔ تو یہ شرط میں کبھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ یہ میری تم سے آخری ملاقات ہے۔ اس کے بعد میں اب اس گھر میں نہیں آؤں گا۔ چنانچہ پھر عمر بھر اس صحابی نے اپنی ماں کی شکل نہیں دیکھی۔ یہ قربانی اگر ہم غور کریں۔ تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی سے کسی طرح کم نہیں۔ بلکہ اخلاقی نقطۂ نگاہ سے جب اس قربانی کو دیکھا جائے تو یہ ابراہیم کی قربانی سے بڑھی ہوئی نظر آتی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ ابراہیم ؑ کا درجہ اس صحابی سے کم ہے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ایسی ہی قربانی کا مطالبہ کرتا۔ تو وہ بھی ضرور کرتے۔ میرا مطلب اس سے یہ ہے کہ

ابراہیمی صفت لوگ

محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت میں پیدا ہوئے جو ابراہیم ؑ کی طرح اس مقام پر کھڑے ہوئے۔ کہ جب خدا نے انہیں کہا۔ کہ اَسْلِمْ ہماری بات مان لو۔ تو انہوں نے کہا۔ اسلمت لرب العالمین۔ حضور کیا کہتے ہیں۔ ہم تو پہلے سے قربانی کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ تو اسلمت لرب العٰلمین کہنے والے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روحانی اولاد میں ہزاروں ہوئے۔ جنہوں نے دنیا کے سامنے پھر وہی نظارہ پیش کر دیا۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پیش کیا تھا۔ اور جبکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہم سید الانبیاء بلکہ ابو الانبیاء کہتے ہیں۔ تو اس کے معنی یہی ہیں۔ کہ آپ کی روحانیت کے اثر کے نیچے

ہر نبی کا جلوہ آپ کی امّت نے دکھا دیا

کوئی ابراہیم ؑ کی شان لے کر دنیا میں ظاہر ہُوا۔ کوئی اسماعیل ؑ کی شان لے کر دنیا میں ظاہر ہُوا۔ کوئی اسحاق ؑ کی شان لے کر دنیا میں ظاہر ہُوا۔ اور کوئی یعقوب ؑ کی شان لے کر دنیا میں ظاہر ہُوا۔ اسی طرح کسی نے نوح ؑ کا جلوہ دکھایا۔ کسی نے موسیٰ ؑ کا جلوہ دکھایا۔ کسی نے صالح کا جلوہ دکھایا۔ کسی نے شعیب ؑ کا جلوہ دکھایا۔ کسی نے زکریا ؑ کا جلوہ دکھایا۔ اور کسی نے عیسیٰ ؑ کا جلوہ دکھایا۔ غرض ہر رنگ کے لوگ آپ کی جماعت میں ہوئے۔ اور

ہر نبی کی شان کا جلوہ

دکھانے والے لوگ خدا تعالےٰ نے آپ کی امّت میں پیدا کر دیئے۔ تو اللہ تعالےٰ نے اس دن جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ میں بھیجا۔ تو در حقیقت یہ تیاری تھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد کی۔ خدا تعالےٰ نے انہیں کہا۔ کہ تم ہمارا گھر تیار کرو۔ کیونکہ ہمارا محبوب اور ہمارا آخری شرعی رسول دنیا میں نازل ہونے والا ہے۔ تم آج سے ہی

ہمارے محبوب کی آمد کی تیاری میں مشغول ہو جاؤ

اور آج سے ہی ایسی اولاد پیدا کرو۔ جو میرے محبوب کو ابو بکر رضؓ دے۔ جو میرے محبوب کو عمر رضؓ دے۔ جو میرے محبوب کو عثمان رضؓ دے۔ جو میرے محبوب کو علی رضؓ دے۔ جو میرے محبوب کو طلحہ رضؓ زبیر رضؓ۔ حمزہ رضؓ اور عباس رضؓ دے۔ اور اسی طرح کے اور سینکڑوں صحابہ اس کے حضور بطور نذر پیش کرے۔ یہی مفہوم تھا اس حکم کا ورنہ ظاہری معنوں میں تو مکہ والوں نے حضرت اسماعیل ؑ کے بعد دین کا کوئی اچھا نمونہ نہیں دکھایا۔ ہاں چونکہ اس پیشگوئی کا ظہور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ سے شروع ہونا تھا۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ میں لا کر رکھا۔ تاکہ وہ ایسی اولاد تیار کریں۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دین کی خدمت کرے۔ اور اپنے آپ کو

خدا تعالیٰ کے جلال کے اظہار کے لئے

وقف کر دے۔

میں نے خطبہ کے شروع میں یہ ذکر کیا تھا۔ کہ یہ عید جو حج کے قریب رکھی گئی ہے۔ اس میں در حقیقت اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا قُرب جب کسی قوم کو نصیب ہو جائے۔ تو اس کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی

اولاد کی قُربانی

کرے۔ حج کیا ہے؟ خدا تعالےٰ کی رویت اور اس کا دیدار۔ چنانچہ خواب میں اگر کوئی شخص اپنے متعلق دیکھے۔ کہ اس نے حج کیا ہے۔ تو اسکی تعبیر یہ ہوتی ہے۔ کہ اس کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ اور انسان کی زندگی کا بڑا مقصد خدا تعالیٰ کی عبادت اور اس کا قُرب حاصل کرنا ہوتا ہے۔ جیسے وہ فرماتا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ کہ میں نے بنی نوع انسان کو اپنا مقرب بنانے کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور حج اس بات کی علامت ہے۔ کہ جس غرض کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا تھا۔ وہ اس نے پوری کر لی۔ اور وہ غرض جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ لقاء الٰہی ہے۔

پس حج کے ساتھ عید الاضحیہ کی تقریب رکھ کر خدا تعالےٰ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ جب کسی قوم کو لقاء الٰہی نصیب ہو جائے۔ تو اس کا دوسرا کام یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی اولاد کی قربانی کرے۔ تاکہ

خدا تعالےٰ کا لقاء دنیا سے مٹ نہ جائے

لقاء الٰہی ایک نہایت ہی قیمتی چیز ہے۔ اور دنیا میں قیمتی چیزوں کے متعلق یہ دستور ہے۔ کہ ان کی حفاظت کا زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو۔ جب تمہارے پاس کوئی اچھی چیز ہوتی ہے۔ تو تم اس کے متعلق کیا کرتے ہو۔ تم یہی کرتے ہو۔ کہ اسکو حفاظت سے رکھنے کے لئے برتن تیار کرتے ہو۔ جن لوگوں کے گھر گائے یا بھینس ہوتی ہے۔ ان کے متعلق بالعموم یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ جب بھینس بچہ جننے والی ہو۔ تو وہ بچہ جننے سے پہلے ہی برتن تیار کرنے شروع کر دیتے ہیں۔ کوئی برتن دودھ دوہنے کے لئے تیار کرتے ہیں۔ کوئی دودھ گرم کرنے کے لئے تیار کرتے ہیں۔ کوئی دودھ جمانے کے لئے تیار کرتے ہیں۔ کوئی لسّی بنانے کے لئے تیار کرتے ہیں۔ اور کوئی مکھن اور گھی رکھنے کے لئے تیار کرتے ہیں۔ تاکہ گائے یا بھینس جب دودھ دے۔ تو اس وقت دقّت پیش نہ آئے۔ اسی طرح اگر کسی کو لقاء الٰہی میسّر آتا ہے۔ تو اس کا بھی فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ لقاء الٰہی کو محفوظ رکھنے کے لئے برتن تیار کرے۔ اور لقاء الٰہی کو محفوظ رکھنے کا ذریعہ اولاد کی قربانی ہے۔ جب کوئی شخص اللہ تعالےٰ کے دین کے لئے اپنی اولاد کی قربانی کرتا ہے۔ تو وہ

عرفان کا دُودھ

اپنی ایک نسل کے لئے محفوظ کر دیتا ہے۔ اور جب اس نسل کو عرفان ملتا ہے۔ اور وہ بھی اپنی اولاد کی قربانی کرتی ہے۔ تو عرفان کا دودھ اگلی نسل میں منتقل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب تک لوگ اپنی اولاد کی قربانی کرتے چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا عرفان ان کے دلوں میں محفوظ رہتا ہے۔

پس اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ ہمیں یہ نسخہ بتایا ہے۔ کہ جب تمہیں خدا ملے۔ اور اس کا قُرب حاصل ہو جائے۔ تو اس رحمت اور برکت کو آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ تم اللہ تعالےٰ کے لئے اپنی

اولادوں کو قربان کردو

تب اسکی رحمت کا دودھ بعد کی نسل کے لئے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور اگر اللہ تعالےٰ اس اولاد کو عقل دیتا ہے۔ اور وہ بھی اپنی اولاد کی قُربانی پیش کر دیتی ہے تو اس سے اگلی نسل میں بھی یہ

رحمت اور فضل کا دودھ

محفوظ ہو جاتا ہے۔

غرض جب تک نسلیں اپنی اولاد کی قربانی کرتی رہیں گی۔ دین اور عرفان ان میں محفوظ رہے گا۔ یہ اولاد کی قربانی دو طرح ہوتی ہے۔ ظاہری رنگ میں تو اس طرح کہ اپنی

اولاد کی اعلےٰ تربیت

کی جائے۔ ان میں دین کی محبت اور اس سے رغبت پیدا کی جائے۔ اور انہیں علم دین سے واقف کیا جائے۔ مگر اس کے علاوہ اولاد کی ایک خاص قربانی بھی ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ انسان اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کے

دین کی خدمت کے لئے وقف

کر دے۔ تاکہ جب تک وہ زندہ رہے۔ اسلام کی خدمت کرتی رہے۔ قربانی کے یہ دونوں رنگ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہماری جماعت میں پائے جاتے ہیں۔ اور اس وقت ایک ہماری جماعت ہی ایسی ہے۔ جس میں خدا تعالےٰ نے وقفِ زندگی کے سامان کئے ہوئے ہیں۔ اور ایک ہماری جماعت ہی ایسی ہے۔ جسے اولاد کی اعلےٰ تربیت کے سامان میسّر ہیں۔ مگر کتنے ہیں۔ جو ان سامانوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں؟

عید کے موقعہ پر خوشی منانے کے لئے تو بعض لوگ سب سے آگے آجاتے ہیں۔ لیکن اگر وہ ابراہیم ؑ کی طرح خدا تعالےٰ کے دین کے لئے اپنی اولاد کی قربانی نہیں کرتے۔ اور اسے اسلام کی خدمت کے لئے وقف نہیں کر دیتے۔ تو ان کا کیا حق ہے۔ کہ وہ اسی خوشی میں شامل ہوں۔ جبکہ وُہ وہ کام نہیں کرتے۔ جو ابراہیم ؑ نے کیا تھا۔ ابراہیم ؑ کی خوشی میں شامل ہونے کا اسی کو حق ہے۔ جو ابراہیم جیسی قربانی بھی

کرتا ہے۔ بے شک یہ خوشی منانے کا ابوبکر رض کو حق حاصل تھا۔ جس نے خدا کے لئے ہر قسم کی قربانی میں حصہ لیا۔ بے شک یہ خوشی منانے کا عمر رض۔ عثمان رض اور علی رض کو حق تھا۔ جنہوں نے ہر قسم کی قربانی میں حصہ لیا۔ اور بے شک یہ خوشی منانے کا طلحہ رض زبیر رض۔ عبدالرحمٰن بن عوف رض۔ حمزہ رض۔ عباس رض اور عثمان بن مظعون رض کو حق حاصل تھا۔ جنہوں نے اپنی جانوں۔ اپنے مالوں۔ اپنی اولادوں۔ اپنے رشتہ داروں اور اپنی عزیز سے عزیز چیزوں کو خدا کے لئے قربان کر دیا۔ مگر دوسروں کا کیا حق ہے۔ کہ وہ اس خوشی میں شریک ہوں۔

ایک لطیفہ

مشہور ہے۔ کہتے ہیں۔ نظام الدین صاحب اولیاء (جن کی طرف خواجہ حسن نظامی صاحب بھی اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں) ایک دفعہ اپنے مریدوں کے ساتھ بازار میں سے گزر رہے تھے۔ کہ انہیں ایک خوبصورت لڑکا نظر آیا۔ جسے آگے بڑھ کر انہوں نے چوم لیا۔ یہ دیکھ کر ان کے تمام مرید ایک ایک کرکے آگے بڑھے۔ اور انہوں نے اس بچے کو چومنا شروع کر دیا۔ مگر ان کے ایک مرید جو بعد میں ان کے خلیفہ بھی ہوئے خاموش کھڑے رہے۔ اور انہوں نے اس بچے کو نہ چوما۔ یہ دیکھ کر باقی سب نے آپس میں چہ میگوئیاں شروع کر دیں۔ اور کہا کہ پیر صاحب نے اس بچہ کو چوما۔ مگر اس نے نہیں چوما۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس کے اخلاص میں کوئی نقص ہے۔ حالانکہ اسے چاہیئے تھا۔ یہ پیر صاحب کی نقل کرتا۔ اور جس طرح پیر صاحب نے اسے چوما تھا۔ اسی طرح یہ بھی چومتا۔ اس نے ان باتوں کو سنا۔ مگر کوئی جواب نہ دیا۔ اور

حضرت نظام الدین صاحب اولیاء

پھر آگے چل پڑے۔ چلتے چلتے انہوں نے ایک بھٹیاری کو دیکھا۔ کہ وہ دانے بھون رہی ہے۔ اور بھٹی میں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ حضرت نظام الدین صاحب اولیاء آگے بڑھے۔ اور انہوں نے آگ کے ان

شعلوں کو چوم لیا

یہ دیکھ کر اور تو کسی مرید نے آگے بڑھنے کی ہمت نہ کی۔ مگر وہی مرید جس نے بچہ کو نہیں چوما تھا۔ آگے بڑھا۔ اور اس نے بھی شعلے کو چوم لیا۔ پھر اس نے باقیوں سے کہا۔ کہ اب شعلے کو کیوں نہیں چومتے؟ ہمت ہے۔ تو آگے بڑھو۔ اور اسے چومو۔ مگر سب پیچھے ہٹ گئے۔ اور کسی نے ان شعلوں کو چومنے کی جرأت نہ کی۔ ان کو تو خدا نے محفوظ رکھا۔ اور باوجود شعلوں کو چومنے کے نہ ان کے سر کے بال جلے۔ اور نہ ڈاڑھی کا کوئی بال جلا۔ لیکن اگر دوسرے بھی چومتے۔ تو ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال جل جاتے اور وہ لنڈ منڈ ہو کر گھر پہنچیں گے۔ غرض جب کوئی بھی آگے نہ بڑھا۔ تو وہ مرید جس نے شعلوں کو چوما تھا۔ کہنے لگا۔ میں نے تمہارے اعتراض کو سن لیا تھا۔ مگر بات یہ ہے۔ کہ تم حقیقت تک نہیں پہنچے تھے۔ تم نے سمجھا۔ کہ پیر صاحب نے اس لڑکے کو چوما ہے۔ حالانکہ پیر صاحب نے اس لڑکے کو نہیں چوما۔ اس کے اندر انہیں کوئی روحانی قابلیت نظر آئی ہوگی۔ جس نے کسی

آئندہ زمانہ میں

ظاہر ہونا ہوگا۔ اور اسی وجہ سے انہوں نے اسے چوما۔ مگر مجھے اس میں وہ الٰہی جلوہ نظر نہ آیا۔ اس لئے میں نے پیر صاحب کی نقل نہ کی۔ اور اس لڑکے کو نہ چوما۔ پھر انہیں وہی جلوہ آگ میں نظر آیا۔ اور مجھے بھی اس

آگ میں خدا تعالےٰ کا جلوہ

نظر آ گیا۔ پس انہوں نے بھی آگ کو چوما۔ اور میں نے بھی آگ کو چوما۔ لیکن میرا چومنا ایک حقیقت پر مبنی ہے۔ اور تم نے جو اس بچہ کو چوما۔ تو یہ محض ایک نقل تھی۔

تو درحقیقت خوشی میں شامل ہونا اسی کو نصیب ہوتا ہے۔ جو آگ کے شعلوں کو چومنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ اور اسی کا حق ہے۔ کہ وہ عید منائے کیونکہ جب تک کوئی شخص آگ کے شعلوں میں سے نہیں گزرتا۔ اس وقت تک وہ

حقیقی خوشی

بھی نہیں دیکھ سکتا۔

پس ابراہیم ؑ کی طرح جس نے اپنے بیٹے کی قربانی کر دی۔ خواہ تعلیم و تربیت کے رنگ میں اور خواہ وقفِ زندگی کی صورت میں اسے حق ہے۔ کہ وہ اس عید کی خوشی میں شریک ہو۔ اور اگر وہ اپنی اولاد کو خدمت دین کے لئے وقف نہیں کرتا۔ اور نہ ان کی اس رنگ میں تربیت کرتا ہے۔ جس رنگ میں اسلام اس سے مطالبہ کرتا ہے۔ تو یقیناً اس کا اس

عید میں شامل ہونے کا کوئی حق نہیں

قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ منافق لوگوں کو جب جہاد پر جانے کے لئے کہا جاتا ہے۔ تو وہ بہانے بنا بنا کر پیچھے بیٹھے رہتے ہیں۔ مگر مسلمان جب فتح پا کر اور مال غنیمت سے بکریوں اور اونٹوں کے گلے ہانکتے ہوئے واپس آتے ہیں۔ تو منافق بھی دوڑ کر ان کے پاس پہنچتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں۔ ہمیں بھی مال غنیمت میں سے حصہ دو۔ اور ہمیں بھی ان گلوں اور ریوڑوں کی تقسیم میں شریک کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جب اس قسم کے منافق تمہارے پاس پہنچیں۔ تو تم انہیں دھتکار دو۔ اور کہو۔ کہ دور ہو جاؤ ہماری نظروں سے تم جب جہاد میں شامل نہیں ہوئے۔ تو تمہارا کیا حق ہے۔ کہ تم مالِ غنیمت میں شامل ہو۔ اسی طرح جس نے

ابراہیم ؑ کے جہاد میں شمولیت

کی۔ اس کا حق ہے۔ کہ وہ عید منائے۔ مگر جس نے ابراہیم کے جہاد میں شمولیت نہیں کی۔ جس نے ابراہیم کی طرح اپنی اولاد کو خدا تعالےٰ کے دین کی خدمت کے لئے وقف نہیں کیا۔ اور اس خوشی میں شریک ہونے کے لئے آ گیا ہے۔ وہ منافق ہے۔ اور جس وقت وہ ابراہیم ؑ کی خوشی میں شریک ہوتا ہے۔ آسمان کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ اے منافقو دور ہو جاؤ۔ ہماری نظروں سے۔ تمہارا کوئی حق نہیں۔ کہ تم اس خوشی میں شریک ہو۔ تم نے وہ جہاد تو نہ کیا۔ جو ابراہیم نے کیا تھا۔ مگر تم بوٹیاں کھانے کے لئے آ گئے۔ پس تمہاری عید کوئی عید نہیں۔ عید اسی کی ہے۔ جو ابراہیم کے نمونہ کو اپنے سامنے رکھتا اور اپنی اولاد کو خدا تعالےٰ کے دین کے لئے قربان کرتا ہے۔ اے

دوستو اس سبق کو یاد رکھو

جو اس عید سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اپنے اندر سے نفاق کو دور کرو۔ اور ابراہیم کی طرح اپنے بیٹوں کی قربانی کرو۔ تاکہ تمہیں بھی حقیقی عید کا دن دیکھنا نصیب ہو۔ ورنہ وہ شخص جو خوشی میں تو شامل ہو جاتا۔ مگر تکلیف میں شامل نہیں ہوتا۔ وہ منافق ہوتا ہے۔ خدا اس نفاق سے ہر شخص کو اپنی پناہ میں رکھے۔

دنیائے طب کی نیرنگیاں

اللہ تعالیٰ نے مختلف انسانوں میں طبی لحاظ سے مختلف مزاج رکھے ہیں۔ بعض لوگ محرور المزاج ہوتے ہیں۔ بعض بارد مزاج بعض سوداوی مزاج اور بعض دموی مزاج۔ یہی وجہ ہے کہ ایک دوائی اگر ایک شخص کے لئے فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔ تو دوسرے کو وہی دوائی کچھ فائدہ نہیں دیتی۔ میرے بیان کردہ اس اصل کی مثال ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

حبوب مرواریدی جس کے اجزاء عنبر۔ موتی۔ کشتہ چاندی کشتہ سہ دھاتا۔ ورق طلاء و بڑ کا دودھ وغیرہ ہیں۔ اس کے متعلق صوبہ آسام سے ایک دوست جو سالہا سال سے ایک بیماری میں مبتلا تھے۔ دورانِ خط و کتابت میں لکھتے ہیں۔

مجھے آپ کی تشخیص پر پورا پورا الیقین اور اعتماد حاصل ہوا۔ کیونکہ میری بیماری کے علاج میں پہلے بھی دو حکیموں نے آپکی تجویز کردہ دوا کی طرف اشارہ کیا تھا۔ آٹھ نو برس ہوئے الہ آباد کے ایک نابینا نباض نے دیکھا۔ اسلئے جیسا کہ آپنے اب تشخیص فرمایا ہے۔ کہا۔ کہ آپ کا مزاج گرم ہے۔ پھر حکیم جمیل خاں صاحب دہلی سے خط و کتابت ہوئی۔ ان کی تشخیص بھی آپ کی تشخیص کے مطابق تھی۔ مرواریدی گولیوں سے میں فائدہ محسوس کرتا ہوں۔ میں اپنے بدن اور جسم کو ہلکا اور آرام پاتا ہوں۔ اگر آپ بہتر سمجھیں۔ تو اور گولیاں ارسال کریں۔ اسی دوائی کے ۴۴

۴۴ متعلق ایک اور دوست ڈیرہ غازیخاں سے لکھتے ہیں۔ آپ کی حبوب مرواریدی سے جو آپ نے بھیجی تھی۔ طاقت میں کوئی ترقی نہیں ہوئی۔ لیکن مفرح ضرور ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ ایک دوا نے دو اشخاص پر مختلف اثر ڈالا۔ میرا یہ کام ہے کہ دوائی خالص اور اعلیٰ اجزاء سے تیار کرکے ارسال کروں۔ صحت اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ کیونکہ ان کو اس کے کاموں میں کوئی دخل نہیں۔ فہرست ادویہ مفت طلب فرمائیں۔ پروپرائٹر: طبیہ عجائب گھر قادیان۔

پیغامی مشن!

مولوی محمد علی صاحب کی غلط بیانیاں

(۲)

میں اس موضوع پر "فاروق" میں ایک مضمون پہلے لکھ چکا ہوں۔ مولوی صاحب کی جس عبارت کو میں نے نقل کیا تھا۔ اس میں بعض اور باتیں بھی ایسی ہیں۔ جن پر کچھ لکھنا ضروری ہے۔ اور میں نے وعدہ بھی کیا تھا۔ لہذا آج پھر وہی عبارت نقل کرکے لکھتا ہوں۔ مولوی محمد علی صاحب اپنی کتاب "النبوۃ فی الاسلام" میں لکھتے ہیں۔

"اب میں چند الفاظ میں تیسرے سوال کو ختم کرتا ہوں۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو۔ کہ حضرت مسیح موعود نے فضیلت کا دعوےٰ تو ضرور کیا ہے۔ مگر فضیلتِ کلّی کا دعوےٰ ہرگز نہیں کیا کسی تحریر میں کسی تقریر میں فضیلت کلی کا لفظ نہیں دکھایا جاسکتا۔ اور کرتے بھی کس طرح۔ کیا مسیح ابن مریم صاحب کتاب رسول نہ تھے۔ کیا یہ فضیلت نہ تھی۔ کیا نبیوں کو اللہ تعالیٰ کا اپنے ہاتھ سے بغیر اتباع کسی انسان کے نبی کرنا یہ کوئی فضیلت نہیں۔ ہاں "تمام شان میں بڑھ کر" ہونے کے یہ معنے نہیں۔ کہ فضیلت کلّی ہے۔" (النبوۃ فی الاسلام ص۳۲۱ دوسرا ایڈیشن ص۲۶۳)

اس عبارت میں چار باتیں ہیں۔ جن کا جواب لکھتا ہوں۔

پہلی بات جو مولوی صاحب نے لکھی ہے۔ وہ یہ ہے۔ "فضیلت کلّی کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا"۔

ہمارا جواب یہ ہے۔ کہ فضیلت کلّی کا دعویٰ ہی کیا ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ مولوی صاحب کو نظر نہیں آتا۔ یا مولوی صاحب کی سمجھ میں نہیں آتا۔ سنو! حضرت صاحب اسی رسالہ "دافع البلاء" میں جس کی طرف آپ نے یہ ایک غلط حوالہ منسوب کرکے کہ "مسیح کو مجھ پر فضیلت کلی ہے"۔ خواہ مخواہ لوگوں کو مغالطہ دیا ہے۔ یعنی کتاب "دافع البلاء" میں لکھتے ہیں۔

"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے"۔ (دافع البلاء ص۱۳)

کلی اور کل دو لفظ نہیں ایک ہی ہے۔ کلی کے ساتھ

صرف یہی نسبتی لگی ہوئی ہے۔ یہ صرف لفظوں کا پردہ ڈال کر مولوی صاحب نے لوگوں کو مغالطہ دیا ہے۔ اور پھر کل اور تمام میں بھی کوئی فرق نہیں دونوں کے ایک ہی معنے ہیں۔ اردو بول چال میں کبھی کل کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ تو کبھی اسکی جگہ تمام کا لفظ بولا جاتا ہے۔ "کل لوگ جمع ہو گئے" یا "تمام لوگ جمع ہو گئے" ان دونوں فقروں میں کوئی فرق نہیں۔ اور نہ ہی کوئی عقل و ہوش والا ان دونوں فقروں میں فرق سمجھتا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صرف لفظ "تمام" ہی نہیں لکھا۔ بلکہ اس کے ساتھ لفظ "بہت" بھی استعمال فرمایا ہے۔ جو اور بھی زیادتی پر دلالت کرتا ہے۔ پھر حضور عالی نے لفظ "شان" لکھا ہے۔ اور نبوت بھی ایک شان ہے۔ سنو! حضرت صاحب فرماتے ہیں:۔

"اور پھر دونوں سلسلوں کا تقابل پورا کرنے کے لئے یہ ضروری تھا۔ کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی **شان نبوت** کے ساتھ آوے"

(نزول المسیح صلہ)

جب نبوت بھی ایک شان ہے۔ تو گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بلحاظ نبوت کے بھی حضرت عیسٰی سے بڑھ کر ہوئے۔ یعنی آپ کی نبوت بھی حضرت عیسٰیؑ کی نبوت سے بڑھ کر ہے۔ میں حضرت صاحب کی تحریرات سے حضرت عیسٰی پر افضلیت کے اور بھی بہت سے حوالجات پیش کر سکتا ہوں۔ مگر ضرورت نہیں سمجھتا۔ مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں وہی کتاب کافی ہے۔ جس کا نام خود مولوی صاحب نے ہی پیش کیا ہے۔ یعنی (دافع البلاء، ص۱۳)

کس قدر تعجب اور حیرانگی کی بات ہے۔ کہ جس کتاب میں بڑے زوردار الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ذات کو مسیح ناصری پر افضل قرار دے رہے ہیں۔ اسی کتاب میں مولوی محمد علی صاحب کو اس کے خلاف نظر آیا۔ کہ "مسیح کو مجھ پر فضیلت کلی ہے"! میں تو جب بھی مولوی صاحب کی کتاب کی یہ جگہ پڑھتا ہوں۔ حیران ہی ہوتا ہوں کہ کیوں مولوی صاحب کو دافع البلاء میں اصل عبارت کے الٹ اور ضد نظر آیا۔ اے مولوی صاحب جب آپ نے یہ حوالہ لکھا۔ تو اس وقت آپ نے کیا سوچ کر لکھا۔ کیا آپ نے یہ سمجھا۔ کہ لوگوں کو میری غلطی نظر نہیں آئے گی۔ اور جماعت کے لوگ صرف میری ہی کتاب پڑھ کر جو کچھ میں لکھ رہا ہوں۔ وہ مان لینگے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصل کتاب نہ دیکھیں گے؟

دوسری بات مولوی صاحب نے اس عبارت میں یہ لکھی ہے۔ کہ "کیا مسیح ابن مریم صاحب کتاب رسول نہ تھے"؟ گویا مولوی صاحب کے نزدیک حضرت عیسٰی صاحب کتاب رسول ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صاحبِ کتاب رسول نہیں ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب نے یہ بات اور بھی کئی جگہ اپنی تصانیف میں لکھی ہے۔ کہ حضرت عیسٰیؑ صاحب شریعت یا صاحبِ کتاب رسول تھا۔ جس سے یہی سمجھا جاتا ہے۔ کہ مولوی صاحب کا مستقل طور پر یہی مذہب ہے۔ کہ آپ حضرت عیسٰیؑ کو شریعت والا نبی مانتے ہیں۔ مگر یاد رہے۔ کہ مولوی صاحب کا یہ مذہب سراسر قرآن کریم کے اور احادیث کے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے خلاف ہے۔ چونکہ یہ مضمون علیحدہ مستقل طور پر ایک حیثیت رکھتا ہے۔ اور لمبا ہے۔ اسلئے میں انشاء اللہ اس پر علیحدہ روشنی ڈالوں گا۔ جس کی سرخی یہ ہوگی۔ کہ "انجیل شریعت کی کتاب نہیں ہے"۔ سردست اس قدر عرض کرتا ہوں۔ کہ اگر تو "کتاب" سے مراد مولوی صاحب کی کاغذوں پر سیاہی سے لکھے ہوئے حروف والی کتاب ہے۔ تو یاد رہے۔ حضرت عیسٰی کی اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی کوئی کتاب مولوی صاحب ثابت نہیں کر سکتے۔ اور موجودہ اناجیل عیسائیوں نے بطور سوانح حیات کے لکھی ہیں۔ جو حضرت عیسٰی کی وفات کے کئی سال بعد لکھی گئیں۔ برخلاف اس کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے کئی کتابیں لکھیں۔ جن کا انکار مولوی صاحب بھی نہیں کر سکتے۔ پس اس لحاظ سے حضرت عیسٰیؑ تو صاحب کتاب ہرگز نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بدرجہ اولیٰ صاحب کتاب کیا بلکہ صاحب کتب ثابت ہوئے۔

اور اگر مولوی صاحب کی "کتاب" سے مراد حضرت عیسٰیؑ کے الہامات کا مجموعہ ہے۔ تو یاد رہے۔ کہ انجیل کے الہامات جو موجودہ اناجیل میں درج ہیں۔ یقیناً شکی ہیں۔ اور جو ہیں۔ وہ بھی بہت قلیل ہیں۔ برعکس اس کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات یقینی اور تعداد کے لحاظ سے اکثریت رکھتے ہیں۔ اور اگر مولوی صاحب کی مراد "کتاب" سے صرف انجیل کے نام سے ہے۔ اور اس نام کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔ تو یاد رہے۔ کہ انجیل ایک یونانی لفظ ہے۔ اسکی عربی البشریٰ ہے۔ (دیکھو لغات منجد لفظ انجیل) اور ادھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کے مجموعہ کا نام اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ وہ منجملہ دوسرے ناموں کے ایک نام البشریٰ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مخاطب کر کے کئی بار فرمایا۔ البشریٰ لک یا احمدی تیرے لئے البشریٰ ہے اے میرے احمدؐ۔ اور البشریٰ اور انجیل ہم معنے لفظ ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے۔ کہ ایک یونانی ہے۔ اور ایک عربی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب ایک غیر مبائع نے حضرت اقدس کے الہامات جمع کئے۔ تو اس کتاب کا نام البشریٰ رکھا تھا۔ یاد رہے۔ کہ عیسٰیؑ کے الہامات کا نام تو صرف انجیل ہی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کے کئی نام اللہ تعالیٰ نے رکھے۔ ایک نام قرآن رکھا۔ دوسرا نام فرقان۔ تیسرا نام تذکرہ۔ چوتھا نام البشریٰ۔ پانچواں نام الکتاب ہے۔ اس لحاظ سے بھی بدرجہ اولیٰ حضرت اقدس صاحب کتاب ہوئے۔

اور اگر مولوی صاحب کی مراد "کتاب" سے شریعت۔ قانون۔ لاء ہے۔ تو یاد رہے۔ کہ ان معنوں کی رو سے حضرت عیسٰیؑ ہرگز ہرگز صاحب کتاب نہیں ہیں۔ مولوی صاحب کا یہ مذہب مردود ہے اس لئے کہ یہ قرآن کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ یہ احادیث کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کے خلاف ہے۔ جس کو میں انشاء اللہ ایک علیحدہ مضمون میں ثابت کروں گا۔ پس مختصر اس کا جواب یہ ہے۔ کہ عیسٰی ابن مریم ہرگز ہرگز "صاحب کتاب رسول" نہیں ہے۔

اس سوال کے جواب میں میں ایک بات اور بھی عرض کر دیتا ہوں۔ شاید کہ مولوی صاحب اس سے ہی فائدہ اٹھائیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ جہلم کے ایک مولوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک اعتراض کیا۔ کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ حضرت عیسٰیؑ صاحب کتاب رسول نہیں تھا۔ بلکہ تورات کے تابعداروں میں سے ایک تھا۔ مرزا صاحب کا یہ لکھنا قرآن کے خلاف ہے۔ اس جہلمی مولوی کے جواب میں حضرت اقدسؑ نے ایک مضمون عربی میں لکھا۔ جو خطبہ الہامیہ کے پہلے "الاعلان" کی سرخی کے ماتحت ہے۔ اس کے حاشیہ پر حضرت صاحب نے اس مولوی کو جواب دیتے ہوئے اس کے سب دلائل توڑ کر لکھا۔ کہ اب ہم لاہور کے بشپ پادری کی شہادت لکھتے ہیں۔ چنانچہ اس مضمون میں حضور عالی نے بڑی وضاحت سے لکھا۔ کہ عیسٰیؑ صاحب کتاب رسول ہرگز ہرگز نہیں۔ جو عیسٰیؑ کو صاحب کتاب رسول مانتا ہے۔ وہ جھوٹا ہے: اور قرآن کی تکذیب کرنے والا ہے۔ اور پھر آگے لاہور کے بشپ پادری کی شہادت انگریزی عبارت میں درج کی ہے۔ اور دوسرے صفحہ پر اس انگریزی کا اردو ترجمہ درج کیا ہے۔ (اور اے ناظرین تمہیں معلوم ہے۔ کہ وہ انگریزی کا اردو ترجمہ کرنے والے کون صاحب ہیں؟ وہ آپ خود ہی سمجھ لیں۔ کہ کون ہیں) اس ترجمہ میں یہ بھی فقرہ ہے۔ "جناب! خداوند یسوع مسیح ہرگز شارع نہ تھا"! "کوئی شخص انجیل کو بغیر غور کے سرسری نگاہ سے بھی دیکھے۔ تو اس پر ضرور ظاہر ہو جائے گا۔ کہ یسوع مسیح صاحب شریعت نہ تھا"

دیکھا ناظرین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں۔ کہ عیسٰیؑ صاحب کتاب رسول نہ تھا۔ خود یسوع مسیح کو ماننے والے عیسائی کہہ رہے ہیں۔ کہ عیسٰے صاحب کتاب نہ تھا۔ مگر مولوی صاحب خواہ مخواہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذہب کی اور عیسائیوں کے مذہب کی اور قرآن کریم کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور عیسٰی کو خواہ مخواہ صاحب کتاب بنا رہے ہیں۔ جس کا مولوی صاحب کے ہاتھ میں کچھ بھی ثبوت نہیں۔

تیسری بات مولوی صاحب نے یہ لکھی ہے۔ کہ "کیا نبیوں کو اللہ تعالیٰ کا اپنے ہاتھ سے بغیر اتباع کسی انسان کے پاک کرنا یہ کوئی فضیلت نہیں"! اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ بے شک یہ فضیلت ہے۔ کون کہتا ہے۔ کہ یہ فضیلت نہیں۔ مگر مولوی محمد علی صاحب کے پاس کیا ثبوت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پاک نہیں کیا۔ مولوی صاحب حضرت اقدسؑ کی کتابوں میں سے ایک بھی ایسا حوالہ پیش نہیں کر سکتے۔ جس میں حضرت صاحب نے یہ لکھا ہو۔ کہ خدا نے مجھے اپنے ہاتھ سے پاک نہیں کیا۔

سنو! جناب مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنا ایک الہام اربعین ۲ ص۸ پر درج کر کے اس کا ترجمہ اور تفسیر ص۱۱-۱۲-۱۳-۱۴ پر لکھتے ہیں۔ وہ الہام یہ ہے۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔

"کہہ دے کہ میرے پر خدا کا حکم نازل ہوا ہے۔ اور میں تمام مومنوں سے پہلا ہوں۔ وہ خدا جس نے اپنے فرستادہ کو بھیجا۔ اس نے دو امر کے ساتھ اسے بھیجا ہے۔ ایک تو یہ کہ اس کو نعمت ہدایت سے مشرف فرمایا ہے۔ یعنی اپنی راہ کی شناخت کے لئے روحانی آنکھیں اس کو عطا کی ہیں۔ اور علم لدنی سے ممتاز فرمایا ہے۔ اور کشف اور الہام سے اس کے دل کو روشن کیا ہے ...... وہ فرستادہ مہدی ہے۔ اور خدا کے ہاتھ سے صاف ہوا ہے۔ اور صرف خدا اس کا معلم ہے......

غرض آنے والے مصلح کے لئے جو خاتم المصلحین ہے۔

دو جوہر عطا کئے گئے ہیں۔ ایک علم الہدیٰ جو مہدی کے اسم کی طرف اشارہ ہے۔ جو مظہر صفت محمدیت ہے۔ یعنی باوجود اُمیّت کے علم دیا جانا۔ اور دوسرے تعلیم دین الحق جو انفاس شفا بخش مسیح کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی روحانی بیماریوں کو دور کرنے کے لئے۔ اور اتمام حجت کے لئے ہر ایک پہلو سے طاقت عطا ہونا۔ اور صفت علم الہدیٰ اس فضل پر دلالت کرتی ہے۔ جو بغیر انسانی واسطہ کے خدا تعالیٰ کی طرف سے ملا ہو۔ .... ان دو صفتوں کے ساتھ اس کو اسلئے بھیجا گیا ہے۔ تاکہ وہ دین اسلام کو تمام دینوں پر غالب کر دکھاوے۔ کیونکہ ظاہر ہے۔ کہ اگر ایک انسان مہدی کی خلعت فاخرہ سے ممتاز نہ ہو۔ یعنی خدا سے علم لدنی کے ذریعہ حقیقی بصیرت نہ پائے۔ اور خدا اس کا معلّم نہ ہو۔ تو محض معمولی طور پر دین کی واقفیت اور ادیان باطلہ پر اطلاع پانے سے حقیقی نیکی تک نہیں پہنچا سکتا۔ .... اس لئے کامل مصلح کے لئے ہمیشہ سے یہ ضروری شرطیں ہیں۔ کہ وہ ان دونوں صفتوں سے متصف ہو۔ یعنی وہ خدا کا خاص شاگرد ہو۔ اور پھر ہر ایک میدان میں روح القدس سے تائید پاتا ہو۔ اور مہدی آخر الزمان کے لئے جس کا دوسرا نام مسیح موعود بھی ہے۔ بوجہ ذوالبروزین ہونے کے ان دو صفتوں کا کامل طور پر پایا جانا از بس ضروری ہے۔ کیونکہ جیسا کہ اس آیت سے سمجھا جاتا ہے۔ حالت فاسدہ زمانہ کی یہی چاہتی ہے۔ کہ ایسے گندے زمانہ میں جو امام آخر الزمان آوے۔ وہ خدا سے مہدی ہو۔ اور دینی امور میں کسی اور کا شاگرد نہ ہو۔ اور نہ کسی کا مرید ہو۔ اور عام علوم و معارف خدا سے پانے والا ہو۔ نہ علم دین میں کسی کا شاگرد ہو۔ اور نہ امور فقہ میں کسی کا مرید۔ اور ایسا ہی روح پاک مقدس سے تائید یافتہ ہو .... اس لئے ضرور ہے۔ کہ ظاہر ہونے والا آدم کی طرح ظاہر ہو۔ جس کا استاد اور مرشد صرف خدا ہو۔ اسی کو دوسرے لفظوں میں مہدی کہتے ہیں۔ یعنی خدا سے ہدایت پانے والا۔ اور تمام روحانی وجود اُسی سے حاصل کرنے والا .... مہدی کے لئے ضروری ہے۔ کہ آدم وقت ہو۔ اور نوع انسان میں سے اس کا دین کے علوم میں کوئی استاد اور مرشد نہ ہو .... اور محض خدا نے اسرار اور علوم آدم کی طرح اسکو سکھائے ہوں۔"

کیوں جناب مولوی صاحب آپ کی تسلی ہوئی ہے یا نہیں۔ کیا اب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عیسےٰؑ سے کم درجے کا نبی۔ رسول مانو گے۔ اور سنو! آپ تو کہتے ہیں کہ نبی رسول وہ ہوتا ہے۔ جس کو خدا اپنے ہاتھوں سے صاف کرے۔ مگر یہاں تو اس سے بھی بڑھ کر الفاظ ہیں۔ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ کہ جو تیرے ہاتھ ہیں۔ وہ میرے ہاتھ ہیں۔ جو لوگ تیرے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ وہ دراصل خدا کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ (تذکرہ ص ۱۷۲)

پھر اس سے بھی زیادہ زوردار الفاظ میں فرمایا۔

" ما انا الا کالقرآن۔ وسیظہر علی یدی ما ظہر من الفرقان"۔ (تذکرہ ص ۶۷۱) نہیں ہوں میں مگر مانند قرآن کی۔ اور اب میرے ہاتھوں پر وہی کچھ ظاہر ہوگا۔ جو کچھ فرقان سے ظاہر ہوا تھا۔

افسوس! مولوی صاحب آپ تو سمجھ دار ہو کر ایک معمولی سی بات کو لے بیٹھے۔ اللہ تعالےٰ کا اپنے ہاتھ سے پاک صاف کرنا تو ایک بالکل معمولی بات ہے۔ کیونکہ اس صفت سے تو امت محمدیہ میں ہزاروں ولی اللہ متصف ہو کر گذر گئے ہیں۔ یہ فعل خدائی انبیاء کے ساتھ ہی مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ ہر ولی اللہ بھی خدا کے ہاتھ سے صاف کیا جاتا ہے۔ تبھی تو فرمایا۔ کہ لا یمسہ الا المطہرون یعنی قرآن شریف کی گہرائیوں کو اور معارف کو وہی پہنچ سکتے ہیں۔ جن کو اللہ تعالےٰ پاک صاف کرے۔

مولوی صاحب! آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت پر یہ کیا دلیل دی۔ یہ بھی کوئی دلیل ہے۔ اور سنو! عیسیٰؑ کی طاقت ہی کیا ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود کے ممبر پر پاؤں رکھے۔ " عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم" آپ تو ایک عیسےٰ کو لے بیٹھے ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تو اللہ تعالےٰ نے وہ شان کی ہے۔ کہ اس شان کو ہزار آدمیوں پر تقسیم کیا جائے۔ تو وہ بھی عیسےٰ بن جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

" اور خدا تعالےٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے ہیں۔ کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں۔ تو ان کی بھی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا۔ اور شیطان کا مع اپنی تمام ذریت کے آخری حملہ تھا۔ اسلئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لئے ہزارہا نشان ایک جگہ جمع کر دئیے۔ لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔ اور محض افترا کے طور پر ناحق کے اعتراض کر دیتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ کسی طرح خدا کا قائم کردہ سلسلہ نابود ہو جائے۔ مگر خدا چاہتا ہے۔ کہ اپنے سلسلہ کو اپنے ہاتھ سے مضبوط کرے۔ جب تک کہ وہ کمال تک پہنچ جاوے۔" (چشمہ معرفت۔ ص ۳۱۷) پھر فرماتے ہیں:۔

" اور اگر کہو۔ کہ اس وحی کے ساتھ جو اس سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو ہوئی تھی۔ معجزات اور پیشگوئیاں ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اسجگہ اکثر گذشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیشگوئیاں موجود ہیں۔ بلکہ بعض گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور پیشگوئیوں کو ان معجزات اور پیشگوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں" (جیسے عیسیٰ نبی اور اسکی پیشگوئیاں۔ ناقل) (نزول المسیح ص ۸۲)

پھر فرمایا:۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمدؐ ہے

پھر فرمایا:۔

" خلاصہ کلام یہ کہ چونکہ میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں۔ جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا۔ اور اسکی شریعت اکمل اور اتم تھی۔ اور تمام دنیا کی اصلاح کے لئے تھی۔ اس لئے مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں۔ جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں۔ تو پھر اس امر میں کیا شک ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ طاقتیں نہیں دی گئیں۔ جو مجھے دی گئیں۔ کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے۔ اور اگر وہ میری جگہ ہوتے۔ تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے۔ جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی۔ وھذا تحدیث نعمۃ اللہ ولا فخر"۔ پھر فرمایا۔ " کیا جس قادر مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا۔ وہ ایسا ہی ایک اور انسان یا اس سے بہتر پیدا نہیں کر سکتا"۔ پھر فرمایا:۔ " اور تمام نبیوں کے نام میرے نام رکھے۔ مگر مسیح ابن مریم کے نام سے خاص طور پر مجھے مخصوص کر کے وہ میرے پر رحمت اور عنایت کی گئی۔ جو اس پر نہیں کی گئی۔ تا لوگ سمجھیں۔ کہ فضل خدا کے ہاتھ میں ہے۔ جس کو چاہتا ہے۔ دیتا ہے۔ اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کرتا ہوں۔ تو جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر خدا میری نسبت اپنے نشانوں کے ساتھ گواہی دیتا ہے۔ تو میری تکذیب تقویٰ کے برخلاف ہے۔" اور جیسا کہ دانیال نبی نے بھی لکھا ہے۔ میرا آنا خدا کے کامل جلال کے ظہور کا وقت ہے۔ اور میرے وقت میں فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے۔ اور خدا اس وقت وہ نشان دکھائے گا۔ جو اس نے کبھی دکھائے نہیں۔ گویا خدا زمین پر خود اُتر آئے گا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ یوم یاتی ربک فی ظلل من الغمام۔ یعنی اس دن بادلوں میں تیرا خدا آئے گا۔ یعنی انسانی مظہر کے ذریعہ سے اپنا جلال ظاہر کریگا۔ اور اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ .... اس لئے خدا فرماتا ہے۔ کہ میں زمین پر نازل ہوں گا۔ اور وہ قہری نشان دکھلاؤں گا۔ کہ جب سے نسل انسان پیدا ہوئی ہے۔ کبھی نہیں دکھلائے۔ پھر جبکہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے۔ تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ کہ یہ کہا جائے۔ کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو"۔

" اے عزیزو! جبکہ میں نے ثابت کر دیا۔ کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے۔ اور آنے والا مسیح میں ہوں۔ تو اس صورت میں جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے۔ اسکو نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہیئے۔ کہ آنے والا مسیح کچھ چیز ہی نہیں۔ نہ نبی کہلا سکتا ہے۔ نہ حکم جو ہے پہلا ہے۔ خدا نے اپنے وعدہ کے موافق مجھے بھیجدیا۔ اب خدا سے لڑو"۔ (حقیقت الوحی ص ۱۵۳ تا ۱۵۵)

" جس شخص کو اس فقرہ سے غیظ و غضب ہو۔ اس کو اختیار ہے۔ کہ وہ اپنے غیظ سے مر جائے۔ مگر خدا نے جو چاہا ہے۔ کیا اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کیا انسان کا مقدور ہے۔ کہ وہ اعتراض کرے۔ کہ ایسا تو نے کیوں کیا"۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰)

مولوی محمد علی صاحب تو ابھی اس بات کی انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خود اپنے ہاتھ سے صاف کرے۔ تو مولوی صاحب آپ کو حضرت عیسیٰؑ سے افضل مانیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس قدر آگے دُور نکل گئے ہیں۔ کہ گویا آپ کا نزول خدا کا خود نزول ہے۔ میں حیران ہوں۔ کہ مولوی صاحب کی عقل سمجھ کدھر چلی گئی۔ حوالجات تو بہت ہیں۔ مگر اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

باقی رہا یہ کہ نبی کسی دوسرے نبی کی اتباع نہیں کر سکتا۔ یہ اصول بالکل غلط ہے۔ اس کا ثبوت مولوی صاحب کے پاس کچھ بھی نہیں۔ یہ سراسر قرآن کے خلاف ہے۔ حدیث کے خلاف ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ہے۔ قرآن کریم گواہی دیتا ہے۔ کہ حضرت نوحؑ کے بعد بہت سے نبی آئے۔ جو حضرت نوحؑ کے تابعدار تھے۔ قرآن گواہی دیتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ کے بعد بہت سے نبی آئے۔ جو ابراہیمؑ کی شریعت کے تابع تھے۔ اور یہ سلسلہ حضرت یوسفؑ تک جاری رہا۔ پھر قرآن کریم گواہی دیتا ہے۔ کہ حضرت

موسیٰ ؑ کے بعد بنی اسرائیل میں سے جس قدر نبی آئے وہ سب کے سب موسیٰ ؑ کے تابعدار تھے۔ اور یہ سلسلہ حضرت عیسیٰ ؑ تک جاری رہا۔ ہارون ؑ موسیٰ ؑ کا تابعدار نبی تھا۔ (دافع البلاء ص۲۱) اگر تابعدار نہیں تھا۔ تو طور پر سے واپس آکر حضرت موسیٰ ؑ ہارون ؑ کو ڈانٹتے کیوں ہیں۔ حتیٰ کہ ہارون ؑ کی ڈاڑھی پکڑلی۔ اور اسکو مارنے لگے۔ کیا آپ نے یہ واقعات قرآن کریم میں نہیں پڑھے۔ کیا قرآن کریم میں وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوسیٰ الْکِتَابَ وَقَفَّیْنَا مِنْ بَعْدِہٖ بِالرُّسُلِ نہیں آیا۔ اگر ہے۔ تو کیا اس کے معنے تابعدار بنادینا نہیں ہیں؟ یہ لفظ قرآن کریم میں پارہ اول رکوع ۱۱ اور پارہ ۶ رکوع ۱۱ اور پارہ ۲۷ رکوع ۲۰ میں آیا ہے۔ جو حضرت موسیٰ ؑ کے بعد نبی آئے۔ حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ ؑ بھی سب پر یہ لفظ آیا ہے۔ جس کے معنے یہی ہیں۔ کہ یہ سب موسیٰ ؑ کے تابعدار تھے۔ میرے خیال میں مولوی محمد علی صاحب ان معنوں سے انکار نہیں کریں گے۔ اگر کریں گے۔ تو پھر انشاء اللہ بہت سی عربی لغات کے حوالوں سے ثابت کیا جائے گا۔ سردست ایک لغت کی کتاب منجد سے لکھتا ہوں۔

(قَفّٰی تَقْفِیَۃً) فلاناً زیداً و بزیدٍ: اتبعہٗ ایّاہُ یعنی قَفّٰی کے معنے ہیں۔ کہ فلاں شخص کا زید کو تابعدار بنادیا۔ (دیکھو منجد ص۶۳۳)

پس قرآن کریم سے یہ بات ثابت ہے۔ کہ حضرت موسیٰ ؑ کے بعد جس قدر بنی اسرائیل سے نبی آئے۔ عیسیٰ ؑ تک وہ سب کے سب حضرت موسیٰ ؑ کے تابعدار تھے۔ اسی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فیصلہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحب شریعت نبی کا متبع نہ ہو۔" (ضمیمہ براہین حصہ ۵ ص۱۳۸)

پھر فرماتے ہیں:۔ "بعد توریت کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے۔ کہ کوئی نئی کتاب اُن کے ساتھ نہیں تھی۔ بلکہ ان انبیاء کے ظہور کے مطالب یہ ہوتے تھے کہ تا ان کے موجودہ زمانہ میں جو لوگ تعلیم توریت سے دُور پڑ گئے ہوں۔ پھر ان کو توریت کے اصلی منشاء کی طرف کھینچیں۔ (شہادۃ القرآن ص۴۳)

پھر فرماتے ہیں۔ "بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں۔ جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے۔ بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء

خود حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ کا تابعدار نبی تھا۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں:۔ "تو پھر حضرت عیسیٰ کی نسبت جو موسےٰ سے کمتر اور اسکی شریعت کے پیرو تھے۔ اور خود کوئی کامل شریعت نہ لائے تھے۔" (دافع البلاء ص۱۶)

پھر انجیل متی باب ۵ آیت ۱۷-۱۸ میں خود عیسیٰ کا اقرار ہے۔ کہ میں توریت کو منسوخ کرنے نہیں۔ بلکہ قائم کرنے کے لئے آیا ہوں۔

چوتھی بات جس کا میں نے جواب دینا ہے۔ اور جس کو مولوی صاحب نے اپنی کتاب کے مذکورہ بالا حوالہ میں کاموں کے ساتھ درج کیا ہے۔ وہ یہ ہے:۔ "ہاں "تمام شان میں بڑھ کر" ہونے کے معنے یہ نہیں۔ کہ فضیلت کلّی ہے"۔ "تمام شان میں بڑھ کر" پر مولوی صاحب نے کاموں کے نشان لگائے ہیں۔ جو اس بات کی دلیل ہے۔ کہ گویا یہ عبارت مولوی صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی کتاب سے نقل کر رہے ہیں۔ حالانکہ اسی قدر الفاظ حضرت صاحب کی کتاب میں نہیں ہیں۔ افسوس ہے۔ مولوی صاحب ہر مقام پر اپنی یحرفون الکلم صفت کا ثبوت خود ہی دے رہے ہیں۔ اور جب ان کی غلطی کو ان کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ تو پھر خواہ مخواہ چڑ جاتے ہیں۔ پوری عبارت حضرت صاحب کی یہ ہے۔ "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی **تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے**"!

(دافع البلاء ص۱۳)

جو مفہوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت ادا کرتی ہے۔ وہ مولوی صاحب کا چھوٹا سا فقرہ ہرگز ادا نہیں کرتا۔ مولوی صاحب کی یہ عادت ہو چکی ہے۔ کہ یا تو حوالہ کے پورے الفاظ نقل نہیں کریں گے۔ اور یا پھر حوالہ ہی جھوٹا دیدیں گے۔ اور قرآن شریف کے قانون سے بھی نہیں ڈریں گے۔ میں انشاء اللہ اسی مضمون میں جو سلسلہ وار نکلتا رہے گا۔ اور جس کا یہ دوسرا نمبر ہے۔ مولوی صاحب کے کئی جھوٹ ثابت کروں گا۔ اب مولوی صاحب کو چاہیئے۔ کہ صبر و استقلال سے اپنے جھوٹوں کو سُنتے جائیں۔ گھبرائیں نہیں۔ اور نہ ہی مجھ غریب پر ناراض ہوں۔ کیونکہ اس میں میرا قصور ہی کیا ہے۔ یہ مولوی صاحب کی اپنی پیدا کردہ کھیتی ہے۔

سنو! مولوی صاحب یہ دافع البلاء کا حوالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی افضلیت پر واضح دلیل ہے۔ آپ مانیں یا نہ مانیں۔ مگر اللہ تعالےٰ کے نزدیک اور تمام انبیاء علیہم السلام کے نزدیک اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت عیسیٰ سے یقیناً یقیناً افضل ہیں۔ اور قیامت تک آپ کو ماننے والے آپ کو عیسیٰ ؑ سے افضل مانتے رہیں گے۔ یاد رہے۔ کہ احمدی جماعت بفضل خدا پاگل نہیں۔ کہ آپ کے جھوٹ کو قبول کر کے حضرت صاحب کی تحریرات کو جو اس مضمون سے بھری پڑی ہیں۔ چھوڑ دیں گے۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اور نہ ہی جماعت سے آپ یہ امید رکھیں۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ آپ کے اس طرح کے لکھنے سے جماعت کے لوگ آپ کو ضرور کچھ ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ جس کے آپ اہل ہیں۔ سنو! مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اب دن آگئے ہیں۔ کہ ثابت ہو۔ کہ سچا منجی کون ہے۔ ہم مسیح ابن مریم کو بے شک ایک راستباز آدمی جانتے ہیں۔ کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا۔ واللہ اعلم۔ مگر وہ حقیقی منجی نہیں تھا۔ یہ اس پر تہمت ہے۔ کہ وہ حقیقی منجی تھا۔ حقیقی منجی ہمیشہ اور قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا وہ ہے۔ جو زمین حجاز میں پیدا ہوا تھا۔ اور تمام دنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لئے آیا تھا۔ اور اب بھی **آیا۔ مگر بروز کے طور پر**" (دافع البلاء ص۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ اپنی تصویر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر میں دکھلاتے ہیں۔ کبھی بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باہر ہو کر اپنی علیحدہ تصویر نہیں دکھلائی۔ پس آپ کو حضرت عیسیٰ ؑ سے افضل نہ سمجھنا ایک رنگ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کرنا ہے۔

جب ہم کہیں گے۔ کہ فوٹو کی تصویر میں ایک آنکھ کانی ہے۔ تو کیا اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ اصل وہ شخص جس کا یہ فوٹو ہے۔ وہ بھی کانا ہو۔ پس جب مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت عیسیٰ ؑ سے کسی شان میں کم سمجھتے ہیں۔ تو اس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنے ہیں۔ کہ گویا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عیسیٰ ؑ سے کم سمجھتے ہیں۔ پھر فرمایا:۔ "آج تم میں ایک ہے۔ جو اُس مسیح سے بڑھ کر ہے"۔ "جو اس پہلے مسیح سے اپنی **تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے**"۔ ص۱۳

"اگر اس احمد کے غلام کو جو مسیح موعود کر کے بھیجا گیا ہے۔ تم اس پہلے مسیح سے بزرگ تر نہیں سمجھتے۔ اور اسی کو شفیع اور منجی قرار دیتے ہو۔ تو اب اپنے اس دعویٰ کا ثبوت دو۔" (ص۱۷) آئیے جناب مولوی صاحب آپ اپنے بیہودہ دعویٰ پر ثبوت پیش کریں۔ اور یاد رکھیں۔ کہ آپ قیامت تک کوئی ثبوت پیش نہیں کرسکو گے اور نہ ہی اپنے مُنہ کی پھونکوں سے خدا کے اس نور کو بُجھا سکو گے۔ جس کو خدا نے پہلے عیسیٰ سے ہزارہا درجہ بڑھ کر بنایا ہے۔ پھر فرمایا:۔ "خدا چاہتا ہے۔ تو عیسیٰ ابن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کردے۔ یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اس نے کیا۔ ...... اب خدا بتلاتا ہے۔ کہ دیکھو میں اس کا ثانی پیدا کروں گا۔ جو اس سے بھی بہتر ہے۔ ...... سو

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے (ص۲۰)

اور اگر تجربہ کے رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو۔ تو میں جھوٹا ہوں۔ خدا نے ایسا کیا نہ میرے لئے بلکہ اپنے نبی مظلوم کے لئے۔" (ص۲۱)

یہ سب حوالے اس کتاب کے ہیں۔ جس کا نام دافع البلاء ہے۔ جس کے متعلق مولوی محمد علی صاحب خالص جھوٹ کے طور پر لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام "دافع البلاء" میں یہ لکھیں۔ کہ مسیح کو مجھ پر فضیلت کلی ہے۔" مولوی صاحب یاد رکھیں۔ کہ اس قسم کے جھوٹ جو آپ کی تصانیف میں پائے جاتے ہیں۔ قیامت تک بلکہ محشر کے میدان میں بھی آپ کی گردن پر سوار رہیں گے۔ اور مولوی صاحب سے کچھ جواب نہیں بن آئے گا۔

(خاکسار حکیم نظام الدین)

نوٹس بنام ممبران دارالشکر کمیٹی

محلہ دارالشکر میں جو مکانات بنانا چاہتے ہیں

دوستوں کو معلوم ہے۔ کہ دارالشکر کمیٹی کی تحریک سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مطالبہ تحریک جدید ۱۸ کے ماتحت زیر نگرانی نظارت امور عامہ سال ۱۹۳۶ء سے جاری کی گئی تھی۔ اور اس غرض کے لئے ایک کافی رقبہ خریدا جا چکا ہوا ہے۔ اور اس رقبہ کا نقشہ اور قطعات بندی کی جا چکی ہوئی ہے۔ اس رقبہ میں کوئی سڑک ۲۰ فٹ سے کم نہیں ہے۔ اور اس رقبہ میں دو کنال مسجد کی اغراض و پارک وغیرہ کے لئے چھوڑے گئے ہیں۔ اور دن بدن قادیان میں سکنی اراضیات کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں۔ جن اصحاب کے نام دارالشکر میں مکان بنانے کی غرض سے قطعات نامزد ہو چکے ہوئے ہیں۔ وہ یقیناً مالی فائدہ میں ہیں۔ مگر ان میں سے بعض دوست ایسے ہیں۔ جو باقاعدہ اقساط نہ دینے کی وجہ سے بقایادار ہو گئے ہیں۔ ایسے بقایادار اصحاب کے متعلق دارالشکر کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ان کو ایک ماہ کا نوٹس اس غرض سے دیا جاوے۔ کہ اس عرصہ میں یا تو وہ اپنے بقایاجات ادا کردیں۔ یا دارالشکر کمیٹی کے ساتھ سمجھوتہ کرلیں۔ ورنہ پھر ایسے بقایاداران کا معاملہ بمراد منسوخی نامزدگی اراضیات پیش کیا جاوے۔ اس فیصلہ کی نقل میں براہِ راست بھی اس قسم کے دوستوں کو بھجوا رہا ہوں۔ اور میں ایسے احباب کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے اپنے ذمہ کی بقایا رقوم ایک ماہ کے اندر اندر داخل فرما کر ممنون فرمادیں۔ تا کہ کمیٹی کو دوسرا قدم نہ اٹھانا پڑے۔

خاکسار محمد الدین سیکرٹری دارالشکر کمیٹی قادیان ضلع گور

صوفی محمد اسماعیل صاحب و محمد صالح صاحب کے متعلق

امور عامہ کا اعلان

صوفی محمد اسماعیل صاحب نے (جو اپنے نام کے ساتھ اب خواجہ کا لفظ لکھنے لگے ہیں) چند سال ہوئے ایک کمپنی احمدیہ سپلائی سٹور کے نام سے قادیان میں جاری کی۔ لیکن آخر میں اس کا دیوالہ نکال دیا گیا۔ اور اس طرح متعدد حصہ داران اور کمپنی سے لین دین کرنے والے لوگوں کی طرف سے صوفی صاحب کے خلاف شکایات موصول ہوئیں۔ اور اب تک ہو رہی ہیں۔ احمدیہ سپلائی سٹور کمپنی کے لیکوڈیشن میں آجانے کے بعد صوفی صاحب نے ایک خفیہ کمپنی بنام بونس کارپوریشن بنائی اور ملازمت کے خواہشمند لوگوں سے بعض مالی شرائط پر درخواستیں طلب کیں۔ اور منی آرڈر اور درخواستیں دوسرے شخص کے نام پر منگواتے رہے۔ اور خط و کتابت بھی دوسرے شخص کے نام سے کرتے رہے۔ لیکن شکایات کی تحقیقات کرنے پر نظارت اس نتیجہ پر پہنچی۔ کہ بونس کارپوریشن کا قیام محض حصول زر کے لئے عمل میں لایا گیا ہے۔

عرصہ ایک سال سے صوفی صاحب کی بدمعاملگی۔ نادہندگی اور کوئی معاشش پیدا کرنے کی صورت نہ کرنے کی متعدد شکایات نظارت ہذا میں موصول ہوئیں۔ تحقیقات سے صوفی صاحب کے ذمہ مطالبات درست ثابت ہوئے۔ صوفی صاحب نے ان مطالبات کے متعلق تحریری وعدے ادائیگی کے لئے نظارت کو دئیے۔ لیکن آج کی تاریخ تک مطالبہ کرنے والے دوستوں کی رقوم میں سے قریباً کچھ بھی وصول نہ ہوا۔ چنانچہ اس وقت ان کے ذمہ موٹی موٹی رقوم مندرجہ ذیل دوستوں کی ہیں:-

مرزا نذیر علی صاحب مالک بھٹہ قادیان	۱۲۵/۱۵/-
سردار سنتا سنگھ صاحب سفید پوش پھیٹے وڈ	۲۸/۱۱
سردار بھگت سنگھ صاحب ساکن صلاح پور	۹/۸/۶
خواجہ محمد امین صاحب دوکاندار قادیان	۱۵/۵/۶

صوفی صاحب کو نظارت کی طرف سے مختلف پیراؤں میں اور مختلف موقعوں پر سمجھایا گیا۔ کہ بیکار رہنے کی عادت اچھی نہیں۔ لیکن ان پر کوئی نصیحت کارگر نہ ہوئی چنانچہ ان کی اہلیہ کی طرف سے ۲۶ ۹/۳۹ کی تحریر موجود ہے۔ کہ مجھے خرچ کی بہت سخت تنگی رہتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ جن کے اخراجات پریشان کرتے رہتے ہیں۔ کوئی معین صورت گذارہ کی نہیں۔ صوفی صاحب عرصہ دراز سے بے کار ہیں۔ چاہیئے کہ حضرت امیر المؤمنین یا نظارت کی طرف سے انہیں کوئی روزگار کرنے کے لئے کہا جائے۔ اگر ایسا ہو جائے۔ تو یہ میری صحیح امداد ہو گی۔

صوفی صاحب کا معاملہ ۲۲ ۱۱/۳۹ کو تفصیلی طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض ہدایات پیش کیا گیا۔ تو حضور نے فرمایا۔ کہ صوفی صاحب سے کہا جائے۔ کہ وہ کوئی کام کریں۔ ورنہ اعلان کر دیا جائے۔ کہ کوئی شخص ان سے لین دین نہ کرے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ صوفی صاحب نے کوئی عملی قدم حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں بھی نہ اٹھایا۔ اس کے بعد صوفی صاحب نے بغیر اجازت و منظوری نظارت متعلقہ ایک اور انجمن اتحاد عالمین کے نام سے قائم کی۔ جس کے ممبروں کے نام خفیہ رکھے جاتے ہیں۔ اور باوجود اس امر کے کہ صوفی صاحب کی رہائش عرصہ دراز سے قادیان میں ہے۔ لوگوں پر انجمن اتحاد عالمین کا پتہ ایک غیر معروف گاؤں دتیال۔ ڈاکخانہ سموال براستہ جہلم ظاہر کرتے ہے جس سے سلسلہ اور جماعت کو اخلاقی اور دینی اور مالی نقصانات پہنچنے لازمی تھے۔ چونکہ تحقیقات سے معلوم ہوا۔ کہ اس انجمن کا وجود جماعت میں زیادہ فتنہ کا موجب ہو سکتا ہے۔ اس لئے صوفی صاحب کو اس انجمن کو توڑنے کی ہدایت کی گئی۔ مگر وہ اور ان کے سکرٹری محمد صالح صاحب اس غلطی کو چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ اور انہوں نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی علیٰحدہ مسجد کے قائم رکھنے پر اصرار کیا۔ جس کی وجہ سے صوفی صاحب اور ان کے سکرٹری کے متعلق نظارت کی طرف سے مقاطعہ کا اعلان کرنا پڑا۔ جو مقامی طور پر قادیان میں مورخہ ۲ ہش ۵/۱۳۱۹ مطابق ۲ ۵/۱۹۴۰ کو کیا گیا۔ اور اب جبکہ انہوں نے بجائے اپنی اصلاح کرنے کے جماعت میں تفرقہ اور فتنہ پھیلانا شروع کر دیا ہے۔ بیرونی احباب کی اطلاع کے لئے اخبار میں اعلان شائع کیا جاتا ہے۔

اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ چونکہ صوفی محمد اسماعیل صاحب جہلمی اور ان کے سکرٹری محمد صالح صاحب اپنی غلطی پر مصر ہیں۔ اور باوجود اس امر کے کہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فتویٰ دیا ہے۔ کہ محلہ کی مسجد میں باجماعت نماز پڑھنا ضروری ہے۔ اور گھر میں اس کے بالمقابل کسی جگہ کو مسجد قرار دیکر اس میں باجماعت نماز پڑھنے پر اصرار ایک شرعی جرم ہے اور باوجود سمجھانے اور موقعہ دینے کے انہوں نے اپنے رویہ میں تبدیلی نہیں کی۔ بلکہ نظارت سے اپنی خط و کتابت میں ضد اور مقابلہ کی صورت اختیار کی ہے۔ اس لئے فیصلہ کیا جاتا ہے۔ کہ فی الحال ہر دو سے مقاطعہ کیا جائے۔ اور اگر انہوں نے معافی نہ مانگی۔ تو اخراج کیا جائے گا۔ نیز اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ چونکہ مجلس اتحاد عالمین بغیر منظوری نظارت متعلقہ ان لوگوں کی طرف سے قائم کی گئی ہے۔ اس لئے یہ غیر مشروع ہے۔ احباب اس انجمن اور اس کے کارکنان کے ساتھ کوئی سروکار اور تعلقات نہ رکھیں۔ احمدی احباب میں سے جو مجلس اتحاد عالمین کے ممبر ہوئے ہیں۔ وہ نظارت امور عامہ میں فوراً اطلاع دے دیں۔ اور اس سے اپنی علیحدگی اور برأت کا اظہار کریں۔ ان سے کسی قسم کا مواخذہ نہیں کیا جائے گا۔ نیز حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے ماتحت یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ پہلے تو لوگوں کو انجمن محولہ بالا کی اس حالت کا علم نہ تھا۔ مگر اب جبکہ اعلان کیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد اگر کسی احمدی نے جو ان سے تعلق رکھتا تھا۔ اطلاع نہ دی اور ہمیں معلوم ہو گیا۔ کہ اس کے ان کے ساتھ تعلقات تھے۔ یا ہیں۔ تو اسکو اخراج از جماعت کی سزا دی جائیگی۔

۱۱ ہش ۵/۱۳۱۹ ناظر امور عامہ قادیان

مطالبات تحریک جدید

(دور اول)

(۱) **سادہ زندگی۔** صرف ایک کھانا (روٹی اور خشکہ) کھائیں۔ اور ایک سالن استعمال کریں۔ نیا لباس بنوانے میں یہ امر ملحوظ رہے۔ کہ پہلے کی بہ نسبت کم تعداد میں بنوائیں۔ عورتیں گوٹہ کناری۔ فیتہ وغیرہ ہرگز نہ خریدیں۔ اور نہ کوئی نیا زیور بنوائیں۔ کوئی احمدی سینما تھیٹر سرکس وغیرہ اور دوسرے قسم کے تماشوں میں بالکل نہ جائے۔

(۲) **امانت جائیداد۔** جماعت کے مخلص افراد سلسلہ کے مفاد کے لئے اپنی آمد کا ایک حصہ بیت المال میں تین سال کے لئے امانتاً جمع کرائیں۔

(۳ تا ۶) **چندہ تحریک جدید۔** دشمن کے گندے لٹریچر کے جواب۔ تبلیغ بیرون ہند۔ اکھم خاص تبلیغ کے امکانات کے لئے سروے کرنے کے لئے تحریک جدید کے چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ یہ چندہ ہر سال کم از کم پانچ روپے کلدار ہونا چاہیئے۔

(۷) **وقف رخصت۔** سرکاری ملازمین جن کی رخصتیں جمع ہوں۔ وہ اپنی رخصتیں سلسلہ کے لئے وقف کریں۔

(۸) **وقف زندگی۔** سلسلہ کی خدمت کے لئے باہمت دوست اور نوجوان اپنی زندگیاں وقف کریں۔

(۹) **وقفِ رخصت موسمی۔** جن دوستوں کو موسمی چھٹیاں ملتی ہیں۔ وہ اپنی چھٹیوں کو سلسلہ کے لئے وقف کریں۔

(۱۰) **صاحب پوزیشن لکچر دیں۔** ایسے دوست جو اپنے عہدہ یا علم کی وجہ سے سوسائٹی میں پوزیشن رکھتے ہوں۔ اپنی فرصت کے اوقات سلسلہ کے لئے پیش کریں۔ تاکہ مختلف مقامات کے جلسوں میں ان کی تقاریر کا انتظام کیا جائے۔

(۱۱) **ریزرو فنڈ۔** اشاعتِ اسلام سے ہمدردی رکھنے والے غیر احمدی دوستوں سے ۲۵ لاکھ روپیہ بطور چندہ وصول کیا جائے۔

(۱۲) **وظیفہ یاب** دوست خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔

(۱۳) **بچوں کی تعلیم۔** دوست اپنے بچوں کو تعلیم کے لئے قادیان بھیجیں۔

(۱۴) **بچوں کا مستقبل۔** صاحب حیثیت لوگ اپنے بچوں کے مستقبل کو سلسلہ کے لئے پیش کریں۔

(۱۵) **بیکار باہر نکل جائیں۔** جو نوجوان بے کار ہیں۔ وہ تلاش معاش کے لئے باہر نکلیں اور کسی دوسرے شہر یا ملک میں جا کر قسمت آزمائی کریں۔

(۱۶) **اپنے ہاتھ سے کام کرنا۔** ہم میں سے ہر ایک کو اپنے ہاتھ سے کام کرنا چاہیئے۔

(۱۷) **بیکار چھوٹے سے چھوٹا کام بھی کر لیں۔** جو لوگ بیکار ہیں۔ لیکن کسی مجبوری کی وجہ سے اپنے وطن سے باہر نہیں جا سکتے۔ انہیں چاہیئے کہ چھوٹے سے چھوٹا کام بھی جو مقامی طور پر انہیں مل سکے۔ وہ کر لیں۔ مثلاً اخبار اور کتابیں بیچنا۔

(۱۸) **قادیان میں مکان بنائیں۔**

(۱۹) **دعا۔** جو دوست مندرجہ بالا مطالبات میں سے کسی میں بھی حصہ نہیں لے سکتے۔ وہ التزام کے ساتھ سلسلہ کی ترقی اور تحریک جدید کے مطالبات کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

مطالبات تحریک جدید

(دور ثانی)

دوسرے دور کی تحریک سے میری غرض یہی ہے۔ کہ ہم دنیا میں اسلامی تعلیم کو قائم کریں۔ اسلامی تعلیم کو عملی طور پر دنیا کے سامنے پیش کریں۔ تمام دوستوں سے عہد لیا جائے۔ کہ وہ اسلامی تمدن کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں گے۔

(۱) **تقسیم ورثہ۔** شریعت اسلامی کے مطابق ورثہ کی تقسیم کریں۔

(۳) **اسلامی اخلاق۔** دیانت۔ صداقت محنت اور قربانی کو اپنے اندر پیدا کریں۔

(۳) **حقوق نسواں۔** عورتوں کے حقوق برابر دیئے جائیں۔

(۴) **صفائی۔** اپنے ہاتھوں سے کام کرکے راستوں کو فراخ سیدھا اور صاف کیا جائے۔

(۵) **احمدیہ دار القضاء۔** سوائے ان مقدمات کے کہ جن کے متعلق قانون کہتا ہے۔ کہ ان کو عدالتوں میں لے جانا ضروری ہے۔ باقی سب مقدمات کا فیصلہ شریعت کے مطابق کیا جائے۔

فاروق۔ بروز جمعرات ۱۶ ہجرت ۱۳۱۹ھش بعد از نماز عشاء ایک عام جلسہ کرکے اس میں بزرگانِ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے مندرجہ بالا مطالبات کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ تحریک جدید کی اہمیت آپ میں سے ہر ایک سے ان مطالبات پر عمل کرنے کی مقتضی ہے۔

عیسائی مشن!

ایک عیسائی کا خط ایک مسلمان کے نام

کیا حضرت مسیح علیہ السلام تمام انبیاءؑ سے افضل ہیں؟

مندرجہ بالا عنوانات کے ساتھ ایک خط اخبار الفضل مورخہ ۶ مارچ ۱۹۴۰ء میں شائع ہوا ہے۔ اور مولوی صاحبان کو جواب دینے کا چیلنج دیا گیا ہے۔ گو خاکسار مولوی نہیں۔ مگر ایک احمدی کی حیثیت سے اس خط کا جواب دینا ضروری سمجھتا ہے۔ تاکہ کسر صلیب کے جہاد میں شمولیت کا ثواب حاصل کرسکے۔ خط میں پہلی قابل غور بات ان الفاظ میں پیش کی گئی ہے:۔ "پیارے دوست! قرآن کا بغور مطالعہ کرنے سے محسوس ہوتا ہے۔ کہ دراصل یہ صحیفہ خداوند مسیح کی طرف راہنمائی کے لئے اتارا گیا ہے۔ جسکی تائید احادیث بھی کر رہی ہیں"۔

مندرجہ بالا تحریر سے ظاہر ہے۔ کہ خط لکھنے والا قرآن مجید کو صحیفۂ آسمانی تسلیم کرتا ہے۔ ورنہ "اتارا گیا ہے" کے الفاظ ہرگز نہ لکھتا۔ اور احادیث کی صحت کو بھی مانتا ہے۔ کیونکہ انہی ہر دو کی بناء پر اس نے یہ خط لکھا ہے۔ خاکسار خدا تعالےٰ کے فضل سے قرآن مجید اور احادیث کے علاوہ اناجیل بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف جو کچھ رہنمائی کرتی ہیں۔ پیش کرتا ہے۔ تاکہ حقیقت واضح ہو جائے۔

قرآن شریف میں مسیح علیہ السلام کے متعلق مندرجہ ذیل روشنی ڈالی گئی ہے:۔

(۱) لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۭ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ ۶/۱۴

ترجمہ:۔ یقیناً کفر کیا انہوں نے جنہوں نے کہا۔ یقیناً اللہ وہی مسیح ابن مریم ہے۔ اور کہا مسیح نے اے بنی اسرائیل عبادت کرو اللہ میرے رب اور اپنے رب کی بات یہ ہے۔ کہ جو کوئی شریک بنائے اللہ کے ساتھ۔ پس بے شک حرام کردی اللہ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانا آگ ہے۔ اور نہیں ظالموں کے لئے کوئی مددگار۔ یقیناً کفر کیا انہوں نے جنہوں نے کہا۔ کہ یقیناً اللہ تیسرا ہے تین میں۔ حالانکہ نہیں کوئی معبود بجز معبود ایک کے۔ اور اگر نہ باز رہیں وہ اس سے جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ تو یقیناً لگے گا ان کو جو کافر ہوئے ان میں سے عذاب دردناک۔ پھر کیا وہ نہیں رجوع کرتے اللہ کی طرف اور بخشش نہیں مانگتے اس سے حالانکہ اللہ بہت بخشنے والا اور مہربان ہے۔ مسیح ابن مریم تو صرف ایک رسول ہے۔ گذر چکے ہیں پہلے اس سے کئی رسول۔ اور اسکی ماں صدیقہ تھی۔ دونوں کھاتے تھے کھانا۔ دیکھ کس طرح ہم بیان کرتے ہیں ان کے لئے آیتیں پھر دیکھ کہاں وہ بھٹک رہے ہیں۔ کہہ کیا تم عبادت کرتے ہو ان کی سوائے اللہ کے جو نہیں طاقت رکھتے تمہارے لئے نقصان کی اور نہ نفع کی۔ اور اللہ ہی خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

مندرجہ بالا آیات میں مسیح کے متعلق مندرجہ ذیل امور بیان فرمائے گئے ہیں (۱) مسیح ابن مریم کو اللہ کہنا کفر ہے۔ (ب) مسیحؑ صرف بنی اسرائیل کی طرف رسول تھے۔ (ج) مسیحؑ اللہ کو اپنا بھی ویسا ہی رب مانتے تھے جیسا کہ بنی اسرائیل کا۔ اور اسی کی عبادت کی بنی اسرائیل کو تاکید کی اپنی عبادت کی نہیں۔ (د) اگر اللہ کے ساتھ مجھے بھی شریک بناؤگے۔ تو تم پر جنت حرام ہو جائیگی۔ اور دوزخ تمہارا ٹھکانا ہوگا۔ (ہ) تثلیث کا عقیدہ بھی کفر ہے۔ معبود صرف ایک ہی ہے۔ (و) اگر یہ تثلیث کا عقیدہ نہ چھوڑوگے۔ تو دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاؤگے۔ (ز) پس اللہ کی طرف جھکو اور ایسے عقیدوں سے توبہ کرکے اس سے بخشش مانگو۔ (ح) مسیح ابن مریم سوائے رسول ہونے کے اور کچھ نہیں اور پہلے رسولوں جیسا ہی ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ (ط) اور اسکی ماں بھی تھی۔ جو صدیقہ تھی۔ اللہ کی کوئی ماں نہیں۔ (ی) ماں بیٹا دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ اب نہیں کھاتے کیونکہ مر چکے ہیں۔ اور اللہ کھانے کا محتاج نہیں۔ (ک) کیا ایسے کھلے کھلے دلائل دیکھ کر بھی تم ان کفریہ عقیدوں کو نہیں چھوڑتے (ل) مسیح ابن مریم من دون اللہ ہے یعنی اللہ کا جزو نہیں۔ تین میں سے تیسرا نہیں۔ (م) اور مسیح ابن مریم معبود ماننے سے تمہیں کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا ہے اور معبود نہ ماننے سے کوئی نقصان بھی نہیں پہنچا سکتا (ن) اور اللہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو۔ وہ سنتا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو۔ وہ جانتا ہے۔ یعنی اگر تم ایسی باتوں کے کہنے اور گمراہ کرنے سے باز نہ آئے۔ تو دردناک عذاب میں مبتلا کیے جاؤگے۔

(۲) ایک جگہ پر ابن مریم کا ذکر کرکے فرمایا۔ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۭ (پ ۲۵) یعنی مسیح ابن مریم تو صرف ایک بندہ ہے۔ کہ ہم نے فضل کیا تھا اس پر اور ہم نے بنایا تھا اس کو نمونہ بنی اسرائیل کے لئے۔ پھر اسی رکوع میں آگے مسیح ابن مریم کی زبان سے کہلوایا۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ۔ یقیناً اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے۔ پس عبادت کرو اسی کی یہ راہ سیدھی ہے۔

(۳) مریم پر قوم نے طرح طرح کے اعتراض کئے۔ تو ابن مریم نے ان کو یہ جواب دیا۔ اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ ڐ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۙ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا۔ ۱۶/۵

ترجمہ:۔ یقیناً میں بندہ اللہ کا ہوں۔ اس نے دی ہے مجھ کو کتاب اور بنایا ہے مجھ کو نبی۔ اور بنایا مجھ کو برکت والا۔ جہاں کہیں کہ میں ہوں۔ اور اس نے حکم کیا ہے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا جب تک میں زندہ رہوں۔

ان آیات میں مسیحؑ کے متعلق مندرجہ ذیل باتوں کی طرف راہنمائی کی گئی ہے۔

(ا) مسیح عبد اللہ ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ یعنی اس بات کا اقرار کرتے ہیں۔ کہ میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں خود اللہ نہیں ہوں۔ (ب) اللہ نے مجھے نبی بنایا ہے۔ اور اسی نے مجھے کتاب دی ہے۔ یعنی انجیل۔ (ج) اینما کنت میں بتلا دیا۔ کہ میں ایک محدود ہستی ہوں۔ اللہ کی طرح لامحدود نہیں ہوں۔ (د) مجھے اللہ نے نماز پڑھنے یعنی اپنی عبادت کرنے کا حکم دیا ہے۔ کیا معنی میں عبد ہوں معبود نہیں۔ (ہ) اور زکوٰۃ دینے کا بھی حکم دیا ہے۔ پس مسیح اللہ کا محکوم ہے۔ (و) مادمت حیًّا میں اس بات کی طرف راہنمائی کی ہے۔ کہ مسیح ہمیشہ زندہ رہنے والا وجود نہیں ہے۔ ایک وقت مر جائیگا۔ مگر اللہ پر موت وارد نہیں ہوتی۔ وہ حی لایموت ہے

(۴) اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں مسیح کے عبد ہونے کے متعلق مختلف رنگوں میں دلائل دیئے ہیں۔ جن میں سے بطور نمونہ چند پیش کئے گئے ہیں۔ اور مسیحی قوم کو ان کے الوہیت مسیح کے عقیدہ کی بناء پر تنبیہہ کی ہے۔ اور عذاب الیم سے ڈرایا ہے۔ یہاں تک ہی نہیں۔ بلکہ قیامت کے دن بڑے جلال کے ساتھ ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے مسیح ابن مریم سے خدا تعالیٰ پوچھیگا ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۤ بِحَقٍّ ڲ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۭ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۔ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۭ وَاَنْتَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۔ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ پ ۶

ترجمہ:۔ اور جب فرمائے گا اللہ۔ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تو نے کہا تھا لوگوں کو کہ قرار دو مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود سوائے اللہ کے وہ کہے گا۔ پاک ہے تو نہیں تھا شایاں مجھے یہ کہ میں کہوں وہ بات جس کا نہیں مجھے کوئی حق۔ اگر میں نے کہا ہوگا تو تو ضرور جانتا ہوگا اسکو۔ تو جانتا ہے۔ جو کچھ میرے جی میں ہے۔ اور نہیں جانتا میں جو تیرے جی میں ہے۔ یقیناً تو ہی جاننے والا ہے غیبوں کا۔ نہیں کہا میں نے ان کو سوائے اس کے کہ جو تو نے حکم دیا تھا۔ مجھے یہ کہ عبادت کرو اللہ میرے رب اور اپنے رب کی۔ اور میں تھا ان پر نگران جب تک میں رہا ان میں۔ پس جب تو نے وفات دی مجھے تھا تو ہی نگہبان ان پر۔ اور تو ہی ہر شے پر گواہ ہے۔ اگر تو سزا دے ان کو تو یقیناً تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو بخشش دے ان کو تو یقیناً تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

اللہ تعالےٰ کو یہ علم ہے۔ کہ مسیح ؑ نے اپنی امت کو یہ تعلیم نہیں دی۔ کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی معبود بناؤ۔ جیسا کہ آیت ۱۱ میں ذکر ہو چکا ہے۔ مگر پھر بھی ان کی امت کو میدانِ حشر میں سب کے سامنے ملزم ثابت کرنے کے لئے یہ سوال کرے گا۔ کہ کیا یہ تعلیم تُو نے انہیں دی تھی۔ مسیح علیہ السلام بھی جلال الٰہی سے کانپ جائیں گے۔ اور عرض کریں گے۔ سُبْحٰنَکَ۔ یاالٰہی تیری ذات اس بات سے پاک ہے۔ کہ تیرے ساتھ اور بھی کوئی معبود مانا جائے۔ میرا معبود بننے کا کوئی حق نہیں۔ میں ایسی بات کیسے کہہ سکتا تھا۔ پھر اپنی بریت کے لئے عرض کریں گے۔ کہ اگر میں نے کہا ہوگا۔ تو اس کا تجھے علم ہوگا۔ کیونکہ تو عالم الغیب ہے۔ پھر اقرار کریں گے۔ کہ میں نے تو تیرے حکم کی تعمیل کی تھی۔ خود تیری عبادت کی تھی۔ ان سے تیری عبادت کروائی تھی۔ اور جب تک میں ان میں رہا۔ ان کو گمراہ نہیں ہونے دیا۔ مگر جب تُو نے مجھے وفات دیدی۔ تو بعد کا تجھے علم ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا۔ کہ عیسائیوں نے مسیحؑ اور ان کی ماں کو ان کے وفات پانے کے بعد معبود ٹھہرایا تھا۔ اسی طرح اس آیت سے وفات مسیحؑ کے زمانہ کی بھی تعیین ہو جاتی ہے پھر جلال الٰہی سے خوف کھاتے ہوئے حضرت مسیح عرض کریں گے۔ کہ ان کی اس نالائق حرکت کی وجہ سے اگر تو انہیں عذاب دے۔ تو آخر یہ تیرے بندے ہیں۔ بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں۔ غرضیکہ اللہ تعالےٰ نے الوہیت مسیح کے عقیدے کا بطلان اور اسکی قباحتیں اور اس پر اپنی ناراضگی۔ اور غضب کا اظہار مختلف پیرایوں میں فرمایا ہے۔ اور مسیح کے متعلق جہان والوں کی اچھی طرح راہنمائی کی ہے۔

اس کے بعد میں اسی بارے میں احادیث کی تائید بھی پیش کر دیتا ہوں۔ ملاحظہ ہو صحیح بخاری کتاب التفسیر عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ یُجَاءُ بِرِجَالٍ مِّنْ اُمَّتِیْ فَیُؤْخَذُ بِہِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ اُصَیْحَابِیْ فَیُقَالُ اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ فَاَقُوْلُ کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَ کُنْتُ عَلَیْہِمْ شَہِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْہِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْہِمْ۔

ترجمہ:۔ ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ قیامت کے دن بعض لوگ میری امت میں سے آگ کی طرف لائے جائیں گے۔ تب میں کہوں گا۔ کہ اے میرے رب یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ تب کہا جائے گا۔ کہ تجھے ان کے کاموں کی خبر نہیں۔ جو تیرے پیچھے ان لوگوں نے کئے۔ سو اس وقت میں وہی بات کہوں گا۔ جو ایک نیک بندہ نے کہی تھی (یعنی مسیح ابن مریم نے) کہ میں جب تک ان میں تھا۔ ان پر گواہ تھا۔ پھر جب تُو نے مجھے وفات دے دی۔ تو اس وقت تُو ہی ان کا نگہبان تھا۔

اس حدیث شریف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسیح ابن مریم کے لئے عبد الصالح کا لفظ ارشاد فرمایا ہے۔ یعنی صالح بندہ۔ کیا معنی صحیح طور پر اللہ کی عبادت کرنے والا۔ گویا مسیح کی اصل شان کی وضاحت کر دی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا۔ کہ جن معنوں میں مسیح نے فلمّا توفّیتنی کہا تھا۔ میں بھی انہی معنوں میں فلمّا توفّیتنی کہوں گا۔ یعنی جس طرح مسیحؑ کی وفات کے بعد ان کی امت نے ان کو معبود بنایا۔ اور اصل عقائد کو بگاڑ لیا۔ اسی طرح میری وفات کے بعد بھی چند اصحاب کچھ ایسے اعمال کریں گے۔ کہ قابل سزا ہوں گے۔

اس حدیث میں مسیح ابن مریم کی الوہیت کی تردید میں دو دلائل پیش کئے ہیں۔ ایک انہیں عبد قرار دے کر دوسرے ان کی وفات ثابت کر کے۔

بخاری صفحہ ۳۳۹ میں ایک حدیث ہے۔ لَعَنَ اللّٰہُ عَلَی الْیَہُوْدِ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآءِہِمْ مَسَاجِدَ (زبدۃ المرام کتاب الجنائز)

ترجمہ:۔ اللہ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے۔ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

اس حدیث سے بھی صاف اس بات کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ کہ مسیح معبود نہیں اور اسکی قبر کو سجدہ گاہ بنانا الٰہی لعنت خریدنا ہے۔ اور جس پر موت وارد ہوتی ہے۔ اور قبر میں داخل ہو جاتا ہے۔ وہ الٰہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اللہ تو حیٌّ لا یموت ہے۔

ایک اور حدیث میں فرمایا ہے۔ لَوْ کَانَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی حَیَّیْنِ لَمَا وَسِعَہُمَا اِلَّا اتِّبَاعِیْ۔ (ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۴۶ برحاشیہ فتح البیان)

ترجمہ:۔ اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو ان کو سوائے میری اتباع کے اور کچھ بن نہ پڑتا۔

اس حدیث میں بھی فرمایا ہے۔ کہ عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں۔ اور اللہ مرنے والی ذات نہیں۔ دوسرے اس بات کی طرف راہنمائی کی ہے۔ کہ نبیوں کے مرتبے چھوٹے بڑے ہوتے ہیں۔ اور مسیح اگر زندہ ہوتا۔ تو میرے تابعداروں میں سے ہوتا۔ یعنی وہ معمولی درجہ کا نبی تھا۔

غرضیکہ خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے احادیث میں اس بات پر پوری روشنی ڈالی ہے۔ کہ عیسیٰ ابن مریم عبد تھے۔ یعنی خدا تعالےٰ کی عبادت کرنے والے تھے۔ اور اسی وجہ سے ان کو بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔ کہ ان کے نمونہ پر وہ بھی خدا کی عبادت کریں۔ اور انہوں نے بنی اسرائیل کو خدا کا عبد بننے کی ہی بار بار نصیحت کی۔ اور یہ بھی بار بار اعلان کیا۔ کہ اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ جس طرح میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں۔ تم بھی اسی کی عبادت کرو۔ یہی صراط مستقیم ہے۔ عیسائیوں نے اس تعلیم کو چھوڑ کر جو مسیح نے ان کو دی تھی۔ انہیں ہی اللہ بنا لیا اور تثلیث کا عقیدہ وضع کر لیا۔ قرآن اور حدیث کی اس راہنمائی کے بعد اناجیل نے جو مسیح کے متعلق راہنمائی کی ہے۔ وہ بھی اتمام

ہفتہ بھر کی منتخب خبریں

—— امرتسر ۱۲ رمئی کو باہر سے آئے ہوئے پانچ خاکساروں نے مسجد سکندر خاں سے باوردی نکل کر مسجد میاں محمد جان تک پریڈ کی۔ اور اس مسجد میں داخل ہو گئے۔ بعد ازاں پولیس نے انہیں رات کو گرفتار کر لیا۔

—— لاہور۔ مسٹر احمد شاہ بیرسٹر (سرحدی) اور وزیر اعظم پنجاب میں جو تحریک خاکساری سے پابندی ہٹا لینے کے متعلق گفتگو ہوئی ہے۔ اگر خاکساروں نے پُرامن رہنے کا یقین دلا دیا اور موجودہ شورش کو بند کر دیا۔ تو اس تحریک کو خلاف قانون قرار نہیں دیا جائیگا۔ اگر اس کے خلاف ہوا۔ تو حکومت مجبور ہو کر پولیس کو اجازت دے دیگی۔ کہ اشک آور گیس استعمال کر کے مسجدوں میں پناہ گزیں خاکساروں کو گرفتار کر کے ان کی موجودہ سرگرمیوں کا خاتمہ کر دے۔

—— سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری امرتسری پر راولپنڈی میں جو مقدمہ دائر تھا۔ اور بعد میں ڈسٹرکٹ سشن جج لاہور کی عدالت میں منتقل ہو گیا تھا۔ اس میں شاہ صاحب کی طرف سے ضمانت پر رہا ہونے کی درخواست ہائی کورٹ میں دی ہوئی تھی۔ جو منظور ہو گئی ہے۔ آپ کو پانچہزار روپیہ کی ضمانت پر رہا کر دیا گیا ہے۔ مقدمہ کی پیشی ۳ رجون کو ہے۔

—— جرمنی نے ۱۰ر اپریل کو بیک وقت ہالینڈ۔ بلجیم اور لکسمبرگ پر حملہ کر دیا۔ اتحادی افواج جرمنی کی فوجوں کا مقابلہ کر رہی ہیں۔ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ جرمن فوجیں نہر البرٹ کو پار کر کے مشرق کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ ایک سو جرمن طیارے تباہ کئے گئے ہیں۔ جرمن افواج نے بھی بہت سے شہروں پر بمباری کی۔ ہالینڈ کے ایک شہر پر جرمنی نے قبضہ کر لیا۔ جرمنی کے کئی شہروں پر اتحادی افواج نے بم باری کی۔ جرمن ہوائی جہازوں نے فرانسیسی علاقہ پر بمباری کی۔

—— موجودہ جنگ کی وجہ سے خیال کیا جاتا ہے۔ کہ امریکہ کو بھی جنگ میں شریک ہونا پڑے گا۔

—— لندن برطانوی وزارت میں تبدیلی کی گئی ہے۔ مسٹر چیمبرلین کی جگہ مسٹر چرچل وزیر اعظم مقرر ہوئے ہیں۔ نئی جنگی وزارت نے حلف وفاداری اٹھا لیا ہے۔

—— مغربی محاذ پر بھی زور شور سے جنگ جاری ہو گئی ہے۔

—— چنگ کنگ۔ چینی فوج نے ایک لاکھ تیس ہزار جاپانیوں کو ہلاک کیا ہے۔

—— جنگ کے متعلق لندن میں اس امر کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ کہ بلجیم اور فرانس میں اس وقت جو لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ ان میں چلنے والی توپوں کے فائر دُور دُور تک سُنے جاتے ہیں۔ اور اتنے زوردار دھماکے ہوتے ہیں۔ کہ شمال مشرقی ساحل پر واقع شہروں کے مکان لرز جاتے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ زلزلہ آ گیا ہے۔ بعض اوقات تو ایک ایک منٹ تک دھنا دھن جاری رہتی ہے۔ اور مکانوں کے دروازے اور کھڑکیاں بجنے لگتی ہیں۔ ہر بار دھنا دھن پہلے ہلکی سی ہوتی ہے۔ اور پھر انتہائی بلند ہو جاتی ہے۔

سوئٹزرلینڈ پر جرمن حملہ کا خطرہ

زیورچ ۱۶ رمئی برطانوی قنصل خانہ کے حکام نے زیورچ میں رہنے والے انگریزوں کو مشورہ دیا ہے۔ کہ امکانی ہنگامی صورت حالات کے پیش نظر وہ یہاں سے چلے جائیں۔ اب لوگوں سے بھری ہوئی ٹرینیں فرینچ سوئٹزرلینڈ کی طرف جا رہی ہیں۔

—— سوئٹزرلینڈ کی مقامی فوجوں کو سرعت سے منظم کیا جا رہا ہے۔ تاکہ حملے کی صورت میں ملک کے چپے چپے کی حفاظت کی جائے۔ اور چھتریوں سے اترنے والے سپاہیوں کا مقابلہ کیا جا سکے۔ پلوں اور سرکاری عمارتوں پر پہرہ دُگنا کر دیا گیا ہے۔

—— پیرس ۱۶ رمئی ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ کئی مکانات پر دشمن کے ٹینکوں نے برطانیہ فرانس اور بلجیم کی فوجوں پر حملے کئے۔ دشمن نے انٹی ورپ سے نامور کے شمالی مغرب کی طرف جا کر حملہ کیا۔ یہ تمام حملے پسپا کر دیئے گئے۔ دریائے میوز کے کنارے میزیرز اور نامور کے درمیان دشمن کئی مقامات پر دریا عبور کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اور لڑائی جاری ہے۔

بلجیئن اور جرمن فوجوں میں جنگ

برسیلز سے بلجیئن ہائی کمانڈ کا ایک اعلان مظہر ہے۔ کہ دشمن کے چھوٹے چھوٹے دستے ہماری فوجوں کے آمنے سامنے ہوئے۔ اور نتیجہ کے طور پر کئی مڈبھیڑیں ہوئیں۔ دشمن سے پیشقدمی کرنے کی جو کوششیں ہوئیں۔ انہیں ہماری فوجوں نے ناکام بنا دیا۔ ہم نے پلوں وغیرہ کو کامیابی سے تباہ کر دیا۔ اور اسی سے دشمن کی نقل و حرکت میں بھاری رکاوٹیں پیدا ہوئیں۔ ہماری طیارہ شکن توپوں نے دشمن کے ہوائی جہازوں کا مؤثر جواب دیا۔ کئی جرمن ہوائی جہازوں کو گرا دیا گیا۔ لیج کے قلعے ابھی تک مزاحمت کر رہے ہیں۔

—— دہلی ۲۰ رمئی اخبار الامان کے ایڈیٹر و مالک مولوی مظہر الدین صاحب کو قتل کرنے کے جرم میں آج ایک شخص کو پھانسی دے دی گئی